25
6
ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۲۷ رجب المرجب سنہ ۱۳۷۸ھ
۶ فروری سنہ ۵۹ء
قیمت
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

مستحاضہ کا حکم

عن عائشة قالت جاءت فاطمة بنت ابي حبيش الى النبي صلى الله عليه وسلم فقالت يا رسول الله اني امرأة استحاض فلا اطهر افادع الصلوة فقال لا انما ذلك عرق وليس بحيض فاذا اقبلت حيضتك فدعي الصلوة واذا ادبرت فاغسلي عنك الدم ثم صلي متفق عليه

عائشہ رضؓ نے کہا کہ فاطمہ بنت ابی حبیش نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی - اور آپ سے عرض کیا - یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک ایسی عورت ہوں - جس کو خون آتا رہتا ہے پس پاک نہیں ہوتی پس کیا ایسی حالت میں نماز چھوڑ دوں - آپ نے فرمایا نہیں یہ خون تو ایک رگ کا خون ہے - حیض کا خون نہیں ہے - پس جس وقت تجھ کو حیض آئے - نماز چھوڑ دے اور جب جاتا رہے تو اپنے خون کو دھو ڈال (یعنی غسل کر) اور پھر نماز پڑھو

عن عروة بن الزبير عن فاطمة بنت ابي حبيش انها كانت تستحاض فقال لها النبي صلى الله عليه وسلم اذا كان دم الحيض فانه دم اسود يعرف فاذا كان ذلك فامسكي عن الصلوة فاذا كان الآخر فتوضئي وصلي فانما هو عرق رواه ابو داود والنسائي -

عروہ بن زبیر رضؓ فاطمہ بنت ابی حبیش سے روایت کرتے ہیں - کہ کہا فاطمہ نے کہ وہ مستحاضہ ہو جاتی تھی پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہ جب ہو خون حیض کا پس وہ سیاہ خون ہے - جو شناخت کیا جاتا ہے - پس اگر ہو یہ (یعنی خون حیض) تو نماز سے باز رہ اور جو ہو دوسرا (یعنی سیاہ رنگ نہ ہو) پس وضو کر اور نماز پڑھ کیونکہ وہ رگ کا خون ہے

عن عدي بن ثابت عن ابيه عن جده قال يحيى بن معين جد عدي اسمه دينار عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال في المستحاضة تدع الصلوة ايام اقرائها التي كانت تحيض فيها ثم تغتسل وتتوضأ عند كل صلوة وتصوم وتصلي رواه الترمذي وابو داود -

عدی بن ثابت رضؓ اپنے باپ سے اور وہ عدی کے دادا سے روایت کرتے ہیں - کہ یحییٰ بن معین نے جو عدی کا دادا ہے اس کا نام دینار ہے - کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مستحاضہ کے حق میں یہ کہا ہے کہ وہ حیض کے ان دنوں میں جن کی اسے عادت تھی نماز کو چھوڑ دے پھر غسل کرے اور ہر نماز کے لئے تازہ وضو کرے اور روزے بھی رکھے نماز بھی پڑھے

نماز کی فضیلت

عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الصلوت الخمس والجمعة الى الجمعة ورمضان الى رمضان مكفرات لما بينهن اذا اجتنبت الكبائر رواه مسلم

ابوہریرہ رضؓ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچوں نمازیں اور جمعہ سے جمعہ تک اور رمضان سے رمضان تک مٹا دیتے ہیں - ان گناہوں کو جو ان کے درمیان ہوئے ہیں - جب کہ گناہ کبیرہ نہ کئے گئے ہوں

عن ابن مسعود قال سألت النبي صلى الله عليه وسلم اي الاعمال احب الى الله تعالى قال الصلوة لوقتها قلت ثم اي قال بر الوالدين قلت ثم اي قال الجهاد في سبيل الله قال حدثني بهن ولو استزدته لزادني متفق عليه

ابن مسعود رضؓ کہتے ہیں - کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا - کہ خدا کے نزدیک کون سا عمل سب سے بہتر ہے آپ نے فرمایا وقت پر نماز پڑھنا پھر میں نے پوچھا اس کے بعد کون سا عمل بہتر ہے - فرمایا ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنا - پھر میں نے پوچھا اور اس کے بعد کون سا کام اچھا ہے فرمایا خدا کی راہ میں جہاد کرنا - ابن مسعود راوی کہتے ہیں کہ یہ باتیں مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائیں اور اگر میں اور پوچھتا تو آپ اور بھی بتاتے -

فرض نمازوں کو خوبی سے ادا کرو

عن عبادة بن الصامت قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خمس صلوات افترضهن الله تعالى من احسن وضوءهن وصلاهن لوقتهن واتم ركوعهن وخشوعهن كان له على الله عهد ان يغفر له ومن لم يفعل فليس له على الله عهد ان شاء غفر له وان شاء عذبه رواه احمد وابو داود وروى مالك والنسائي نحوه

عبادہ بن صامت رضؓ نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پانچ نمازیں ہیں - جن کو فرض کیا ہے اللہ تعالیٰ نے پس جس شخص نے کہ ان نمازوں کے لئے اچھی طرح وضو کیا - ان کے وقت پر ان کو پڑھا - اور رکوع کو خوبی کے ساتھ ادا کیا اور حضور قلب سے نماز کو ادا کیا - اس کے لئے خدا کا وعدہ ہے - کہ وہ بخش دے اس کو اور جو ایسا نہ کرے اس لئے خدا کا کوئی وعدہ نہیں وہ چاہے اس کو بخشے اور چاہے عذاب دے -

---

روزہ نماز کا حکم

عن ابي امامة رضؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صلوا خمسكم وصوموا شهركم وادوا زكوة اموالكم واطيعوا اذا امركم تدخلوا جنة ربكم رواه احمد والترمذي

ابی امامہ رضؓ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پڑھو اپنی پانچوں نمازیں اور روزے رکھو اپنے مہینے (رمضان) کے اور ادا کرو اپنے مال کی زکوٰۃ اور اطاعت کرو اپنے حاکم کی داخل ہو جاؤ تم اپنے رب کی جنت میں -

---

بچوں کو نماز پڑھانے کا حکم

عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مروا اولادكم بالصلوة وهم ابناء سبع سنين واضربوهم عليها وهم ابناء عشر سنين وفرقوا بينهم في المضاجع رواه ابو داود وكذا رواه في شرح السنة عنه وفي المصابيح عن سبرة بن معبد

عمرو بن شعیب رضؓ اپنے والد سے اور وہ اپنے والد سے روایت ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں - تو ان کو نماز پڑھنے کا حکم دو اور جب دس سال کے ہو جائیں (اور نماز نہ پڑھیں تو) ان کو مار مار کر نماز پڑھاؤ اور علیحدہ کر دو ان کے سونے کی جگہ (یعنی ان کو تنہا سلاؤ)

ہفت روزہ **خدام الدین** لاہور

جلد ۴ ◎ ۲۷ رجب المرجب سنہ ۱۳۷۸ھ * ۶ فروری سنہ ۱۹۵۹ء ◎ شمارہ ۳۹

معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

معراج شریف کے متعلق سال اور مہینہ کے بارہ میں جو اختلاف پایا جاتا ہے اُس سے قطعی طور پر اس تقریب کو منانے کے لئے کسی تاریخ کا تعین نہیں کیا جاسکتا کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مبارک زمانہ میں معراج شریف کے نام سے کسی تقریب کے منانے کا کوئی اہتمام نہیں کیا جاتا تھا۔ اگر قرون اولیٰ میں ایسی کوئی تقریب منائی جاتی تو سال اور مہینہ کے متعلق کوئی اختلاف نہ ہوتا۔ خدا جانے برصغیر ہند و پاکستان میں اس تقریب کیلئے ۲۷ رجب کو کس نے اور کب تعین کر کے مسلمانوں میں رواج دیا۔ چونکہ ۲۷ رجب ہی کو ہمارے ہاں معراج شریف کی تقریب منائی جاتی ہے۔ اور آج ۲۷ رجب ہے اس لئے ہم بھی آج معراج شریف کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں

قرآن مجید اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں معراج شریف کا ذکر صاف الفاظ میں آتا ہے۔ اس واقعہ کا انکار کوئی مسلمان تو نہیں کرسکتا۔ اب تو کسی منصف مزاج غیر مسلم کے لئے بھی معراج کے واقعہ کا انکار کرنے کی گنجائش نہیں رہی۔ اگر سائنس کی موجودہ ترقی کے زمانہ میں انسان سورج اور چاند تک پہلے "سیارے" پہنچانے اور پھر خود وہاں پہنچنے کا دعویٰ کرسکتا ہے تو انسان کو پیدا کرنے والے قادر مطلق کیلئے کیا مشکل ہے کہ وہ سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے ہاں بلاکر عجائبات قدرت کا مشاہدہ کرائے۔ کتاب و سنت سے ثابت ہے کہ آپؐ کو معراج جسمانی ہوا یعنی آپ کو اس جسد عنصری کے ساتھ آسمانوں سے اوپر اللہ تعالیٰ کے حضور میں پہنچایا گیا۔ یہ قاعدہ ہے کہ جب کسی کے ہاں کوئی مہمان آتا ہے تو میزبان اپنی اور مہمان کی حیثیت کے مطابق واپسی پر اس کو تحفے تحائف دے کر رخصت کرتا ہے۔ شب معراج اللہ تعالیٰ نے بھی حضور انورؐ کو ایک بیش قیمت تحفہ (نماز) عطا فرمایا۔ اس بیش بہا تحفہ کی قدر و قیمت کا اندازہ کتاب و سنت کے مطالعہ سے ہی ہوسکتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ بار بار اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ کا حکم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جنت کے داخلہ کے لئے نماز کو ضروری قرار دیا ہے۔

حضور انورؐ نماز کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک فرماتے ہیں۔

حضرت عمرؓ اپنی خلافت کے زمانہ میں اپنے افسروں کو ایک فرمان میں تحریر فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک تمہارے سب کاموں سے زیادہ اہم کام نماز ہے۔ جس نے نماز کی

وہ اپنے باقی فرائض کو بھی عمدہ طریقہ سے ادا کرتا ہوگا۔ اور جس نے نماز کو ضائع کیا وہ نماز کے سوا باقی فرائض کو اور زیادہ برباد کرتا ہوگا۔ فارسی میں کسی اللہ والے نے کہا ہے ؎

روز محشر کہ جاں گداز بود
اوّلیں پرسش نماز بود

ہم افسوس کے ساتھ اس دردِ دل کا اظہار کرتے ہیں کہ شب معراج جو قیمتی تحفہ حضور انورؐ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اُمت کے لئے لائے تھے موجودہ دور کے مسلمان نے اس کی صحیح طور پر قدر نہیں کی۔ بمشکل پانچ فیصدی مسلمان نمازی ہوں گے۔ ۹۵ فیصدی مسلمان تارک نماز ہیں۔ ان حالات میں اگر مسلمان معراج شریف کی تقریب شان و شوکت سے منائیں۔ دن کو جلوس نکالیں اور رات کو چراغاں کریں تو کیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے راضی ہو سکتے ہیں؟ اگر وہ ناراض ہوں تو کیا مسلمان دین اور دنیا میں سرخرو ہوسکتا ہے؟

ہرگز نہیں ہماری موجودہ گراوٹ کی سب سے بڑی وجہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی مخالفت ہے ہماری رائے میں اس کے لئے عوام بھی مجرم ہیں لیکن زیادہ مجرم ہماری حکومت ہے وہ سب کچھ کررہی ہے لیکن اسلام کی سربلندی کیلئے اس نے آج تک کچھ نہیں کیا۔ حکومت اگر چاہے تو پاکستان کی ۹۵ فیصدی مسلمان آبادی بہت جلد تارکین نماز کی فہرست سے نکل کر نمازیوں کی صف میں آسکتی ہے۔ حکومت سے ہماری درخواست ہے کہ وہ نماز کی پابندی ہر مسلمان کیلئے لازمی قرار دے ترک نماز کو قابل دست اندازی پولیس جرم قرار دے۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر رعایا کو نماز کا پابند بنا دیا جائے تو حکومت کی بہت سی مشکلات خود بخود حل ہوجائیں گی۔ نماز کی برکت سے اللہ تعالیٰ کا فضل ہمارے شامل حال ہوگا۔ اور وہ ہمیں ہر معاملہ میں کامیابی عطا فرمائے گا۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفۂ معراج (نماز) کی دل سے قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے ہم یہ بھی دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حکومت کو بھی اس تحفہ کے متعلق اپنی ذمہ داری کا احساس عنایت فرمائے آمین یا الٰہ العالمین

ضروری اعلان!

میں بے حد عدیم الفرصت ہوں لہذا مندرجہ ذیل خط و کتابت کرنے والے احباب مجھے معاف فرمائیں۔ اور اس قسم کی کوئی خط و کتابت نہ کریں۔

- خوابوں کی تعبیر دریافت کرنے والے
- آسیب زدہ کے متعلق
- فتاویٰ کے سوالات کیونکہ میرے ہاں دار الافتاء نہیں ہے اور خود فتویٰ نویسی کے لئے فارغ نہیں ہوں۔ (حضرت مولانا) احمد علی (صاحب)

نوٹ!

معراج شریف کے متعلق حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی کا رسالہ تحفہ معراج النبیؐ گذشتہ سال "ہفت روزہ خدام الدین" لاہور کے شمارہ مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۵۸ء میں شائع ہوچکا ہے جو پانچ آنے کے ٹکٹ ڈاک آنے پر بھیجا جاسکتا ہے۔ نیز رسالہ تحفہ معراج النبیؐ صرف ایک آنہ کا ٹکٹ برائے محصولڈاک بھیج کر مفت منگوایا جاسکتا ہے۔

(مدیر)

معذرت

گذشتہ شمارہ میں دفتری کی غلطی سے بعض صفحات ڈبل لگ گئے اور بعض لگنے سے رہ گئے۔ جب اس غلطی کا علم ہوا تو ان سب پرچوں کو جو دفتر میں موجود تھے درست کرالیا گیا۔ لیکن علم ہونے سے پیشتر ایجنٹ حضرات اور خریداران کو پرچہ بھیجا جاچکا تھا۔ جن حضرات کو مکمل پرچہ نہ پہنچا ہو وہ مطلوبہ صفحات دفتر سے منگواکر پرچہ مکمل کرلیں۔ ہمیں افسوس ہے کہ ان حضرات کو تکلیف ہوئی۔ ہم اس کے لئے ان سے معذرت خواہ ہیں

(مدیر)

حج کیلئے درخواستیں

حکومت نے حج کے متعلق اپنی نئی پالیسی کا اعلان کردیا ہے آئندہ ڈویژنوں کے کمشنر عازمین حج سے درخواستیں وصول کریں گے اور قرعہ اندازی اور سفری وثیقہ جاری کرنے کے ذمہ دار ہوں گے۔

کمشنروں کے دفتر میں درخواستیں ۲ فروری سے ۲۸ فروری تک وصول کی جائیں گی۔ درخواستوں کے ہمراہ واپسی سفر اور دیگر اخراجات کی بنک رسید بھی بھیجنی ہوگی یکم مارچ کو کمشنر کے دفتر میں عوام کی موجودگی میں قرعہ اندازی ہوگی۔ قرعہ اندازی میں کامیاب ہونے والے عازمین حج کے نام شائع کردئے جائیں گے۔

محمد شفیع عمر الدین صاحب

آسودہ حالی میں ذکرِ الٰہی سے غفلت

بدنصیب مشرک اللہ تعالےٰ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عبادت کو چھوڑ کر اس کے بندوں کی پوجا کرنے لگے۔ قیامت کے دن ان کو اپنی غلطی کا اندازہ ہوگا۔

"جس دن انہیں اور ان کے معبودوں کو جمع کرے گا۔ جنہیں وہ اللہ کے سوا پوجتے تھے تو فرمائیگا کیا تم نے ہی میرے بندوں کو گمراہ کیا تھا۔ یا وہ راستہ بھول گئے تھے؟"

(الفرقان آیت ۱۷)

ابن کثیر میں آیا ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام حضرت عزیر علیہ السلام اور فرشتے علیہم السلام جن جن کی عبادت ہوئی تھی سب موجود ہوں گے۔ اور عابد بھی اسی مجمع میں حاضر ہونگے۔ اس دن اللہ تعالےٰ ان معبودوں سے دریافت فرمائیگا کیا تم نے میرے ان بندوں کو عبادت کرنے کو کہا تھا یا یہ از خود ایسا کرنے لگے تھے؟"

یہ سب معبود جو خدا کے سوا تھے اور خدا کے سچے بندے تھے۔ اور شرک سے بیزار تھے جواب دینگے:-

(قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ ۚ وَكَانُوْا قَوْمًۢا بُوْرًا ۝)

ترجمہ۔ (از حضرت مولانا احمد علی مدظلہ العالی) کہیں گے تو پاک ہے۔ ہمیں یہ کب لائق تھا کہ تیرے سوا اور کسی کو کارساز بناتے۔ لیکن تو نے انہیں اور ان کے باپ دادا کو یہاں تک آسودگی دی تھی کہ وہ یاد کرنا بھول گئے۔ اور یہ لوگ تباہ ہونے والے تھے۔

یعنے ان کے بہکنے کی وجہ ہماری سمجھ میں تو یہ آتی ہے کہ انہیں عمریں ملیں۔ کھانے پینے کو ملتا رہا۔ بدمستی میں بڑھ گئے۔ یہاں تک جو نصیحت رسولوں کی معرفت پہنچی تھی۔ اسے بھلا کر تیری عبادت سے اور سچی توحید سے ہٹ گئے۔" (ابن کثیر)

"یعنی اصل یہ ہے کہ یہ بدبخت اپنی سوءِ استعداد سے خود ہی تباہ ہونے کو پھر رہے تھے۔ ہلاکت ان کے لئے مقدر ہو چکی تھی۔ ظاہری سبب اس کا یہ ہوا کہ عیش و آرام میں پڑ کر اور غفلت کے نشہ میں چور ہو کر آپ کی یاد کو بھلا بیٹھے۔ کسی نصیحت پر کان نہ دھرا۔ پیغمبروںؑ کی ہدایت و ارشاد کی طرف سے بالکل آنکھیں بند کر لیں۔ اور دنیوی تمتع پر مغرور ہو گئے۔ آپ نے اپنی نوازش سے جس قدر ان کو اور ان کے باپ دادوں کو دُنیا کے فائدے پہنچائے۔ یہ اسی قدر غفلت و نسیان میں ترقی کرتے گئے۔

چاہیئے تو یہ تھا کہ انعاماتِ الٰہیہ کو دیکھ کر منعمِ حقیقی کی بندگی اور شکرگزاری کرتے، اُلٹے مغرور و مفتون ہو کر کفر و عصیاں پر تل گئے۔ گویا جو اکسیر تھا بدبختی سے ان کے حق میں زہر بن گیا۔" (از حضرت شیخ الاسلام شبیر احمد صاحب عثمانیؒ)

الحاصل دُنیوی عیش و آرام اور مال و دولت مغرور ہونے کی چیزیں نہیں۔ جب بندہ فرمانِ الٰہی سے پہلوتہی کرتا ہے۔ تو اس کو کشادگی دے کر بھی ڈھیل دی جاتی ہے۔ اور پھر اچانک گرفت ہوتی ہے:-

"پھر وہ جب اس نصیحت کو بھول گئے جو ان کو کی گئی تھی۔ تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے۔ یہاں تک کہ جب وہ ان چیزوں سے خوش ہو گئے جو انہیں دی گئیں تھیں ہم نے انہیں اچانک پکڑ لیا پس وہ اس وقت ناامید ہو کر رہ گئے۔"

(الانعام آیت ۴۴)

الحاصل راحت و تکلیف ہر دو صورتوں میں یادِ الٰہی میں لگے رہنا چاہیئے۔

حضرت امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں جس نے کشادگی کے وقت اللہ تعالےٰ کی ڈھیل نہ سمجھی وہ محض بےعقل ہے اور جس نے تنگی کے وقت رب کی رحمت کی اُمید چھوڑ دی وہ بھی محض بیوقوف ہے۔ (ابنِ کثیرؒ)

دُنیاوی مال و دولت وافر ملے تو اُسے اپنی آزمائش سمجھنا چاہیئے۔

(فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ۝) الفجر آیت ۱۶

ترجمہ۔ لیکن انسان تو ایسا ہے کہ جب اسے اس کا رب آزماتا ہے۔ پھر اسے عزت اور نعمت دیتا ہے۔ تو کہتا ہے میرے رب نے مجھے عزت بخشی)

یعنی دُنیاوی عزت، آسائش اور آرام جب ملتا ہے اور سوسائٹی میں اس کی خوب آؤ بھگت ہوتی ہے تو یہ اس دھوکے میں آجاتا ہے۔ کہ مجھے سب کچھ اس لئے ملا ہے کہ رب مجھ سے خوش ہے۔ حالانکہ یہ سب کچھ دے کر اس کا امتحان لینا مقصود تھا۔ کہ کیا وہ اس وقت بھی اپنے خالق کو یاد رکھتا ہے۔ اور تعلق باللہ قائم رکھ کر مال و دولت کو شرعی حدود کے اندر صرف کرتا ہے یا نہیں مگر یہ بدنصیب انسان جب اس امتحان میں فیل ہوتا ہے تو اس کو تنبیہ دینے کی غرض سے رزق کی تنگی میں بھی مبتلا کر دیا جاتا ہے۔

(وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ۝ۚ) الفجر آیت ۱۷

ترجمہ۔ لیکن جب اسے آزماتا ہے۔ پھر اس پر اس کی روزی تنگ کرتا ہے تو کہتا ہے۔ کہ میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا۔

بقول حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ "یعنے رب پر الزام رکھے اپنے فعل کو نہ دیکھے۔"

کیونکہ اب دُنیا داروں کی سوسائٹی میں اس کے لئے وہ پہلی سی آؤ بھگت اور گرم جوشی نہیں۔ اب سمجھتا ہے کہ میں ذلیل ہو گیا۔ حالانکہ ذلت و عزت مال و دولت کی کمی یا فراوانی پر منحصر نہیں۔

بقول حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ "پس دُنیا کی موجودہ راحت و تکلیف ہی کو عزت و ذلت کا معیار سمجھتا ہے۔ نہیں جانتا کہ دونوں حالتوں میں اس کی آزمائش ہے۔ نعمت دے کر اس کی شکرگزاری اور سختی بھیج کر اس کے صبر و رضا کو

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۲۷ رجب ۱۳۷۸ھ مطابق ۶ فروری ۱۹۵۹ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

۱ دراصل یہ دُنیا کا جہان ایماندار انسانوں کے لئے بنایا گیا ہے

اور بے ایمان ان کے صدقے میں فائدہ اُٹھا رہے ہیں

۲ ان ایمانداروں کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کے

نقشے ملاحظہ ہوں

نمبر اوّل کا ثبوت

(قُلۡ مَنۡ حَرَّمَ زِيۡنَةَ اللّٰهِ الَّتِىۡۤ اَخۡرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزۡقِ ؕ قُلۡ هِىَ لِلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا خَالِصَةً يَّوۡمَ الۡقِيٰمَةِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الۡاٰيٰتِ لِقَوۡمٍ يَّعۡلَمُوۡنَ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ۴ پارہ ۸

ترجمہ - کہدو - اللہ کی زینت کو کس نے حرام کیا ہے - جو اس نے اپنے بندوں کے واسطے پیدا کی ہے - اور کس نے کھانے کی ستھری چیزیں حرام کیں - کہدو - دُنیا کی زندگی میں یہ نعمتیں اصل میں ایمان والوں کے لئے ہیں - قیامت کے دن خالص ان ہی کے لئے ہو جائیں گی - اسی طرح ہم آیتیں مفصل بیان کرتے ہیں - ان کے لئے جو سمجھ رکھتے ہیں + ارشادِ الٰہی سے واضح طور پر

یہ چیز ثابت ہوگئی

کہ اس جہانِ دُنیا کی سب نعمتیں دراصل اللہ تعالےٰ کے ایماندار انسانوں ہی کے لئے پیدا کی گئی ہیں - اور اس جہان میں بے ایمان انسان ان کے صدقے میں فائدہ اُٹھا رہے ہیں - اور قیامت آنے کے بعد تو کوئی کسی کے صدقے میں فائدہ نہیں اُٹھائے گا - بلکہ وہاں تو ہر انسان اپنے دنیوی اعمال کے نتائج بھگت رہا ہوگا - اگر دُنیا میں نیکیاں کی تھیں - تو ہر طرح کے عیش و آرام میں ہوگا - اور اگر اللہ تعالےٰ کا نافرمان اور مخلوقِ خُدا کو دُکھ دینے والا تھا - تو چاروں طرف سے عذابِ الٰہی کے نرغے میں آیا ہُوا ہوگا -

اس دن بے ایمانوں کی یہ تمنّا ہوگی

(وَاَنۡذِرِ النَّاسَ يَوۡمَ يَاۡتِيۡهِمُ الۡعَذَابُ فَيَـقُوۡلُ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا رَبَّنَاۤ اَخِّرۡنَاۤ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيۡبٍ ۙ نُّـجِبۡ دَعۡوَتَكَ وَنَـتَّبِعِ الرُّسُلَ ؕ اَوَلَمۡ تَكُوۡنُوۡۤا اَقۡسَمۡتُمۡ مِّنۡ قَبۡلُ مَا لَـكُمۡ مِّنۡ زَوَالٍ ۝ وَّسَكَنۡتُمۡ فِىۡ مَسٰكِنِ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ وَتَبَيَّنَ لَـكُمۡ كَيۡفَ فَعَلۡنَا بِهِمۡ وَضَرَبۡنَا لَـكُمُ الۡاَمۡثَالَ ۝)

سورہ ابراہیم رکوع ۷ پارہ ۱۳

ترجمہ - اور لوگوں کو اس دن سے ڈرا دے کہ ان پر عذاب آئے گا - تب ظالم کہیں گے - اے رب ہمارے ہمیں تھوڑی مدت تک مہلت دے - کہ ہم تیرا بُلانا قبول کر لیں - اور رسولوں کی پیروی کریں - کیا تم نے پہلے قسم نہیں کھائی تھی - کہ تمہیں کہیں جانا ہی نہیں ہے - اور تم ان ہی لوگوں کی بستیوں میں آباد تھے جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا - اور تمہیں معلوم ہوچکا تھا - کہ ہم نے ان کے ساتھ کیا کیا تھا اور ہم نے تمہیں سب قصّے بتلائے تھے -

بے ایمانوں کی تمنّا رد کر دی جائیگی

(وَقَالَ الَّذِيۡنَ فِى النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادۡعُوۡا رَبَّكُمۡ يُخَفِّفۡ عَنَّا يَوۡمًا مِّنَ الۡعَذَابِ ۝ قَالُوۡۤا اَوَلَمۡ تَكُ تَاۡتِيۡكُمۡ رُسُلُكُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ ؕ قَالُوۡا بَلٰى ؕ قَالُوۡا فَادۡعُوۡا ۚ وَمَا دُعٰٓؤُا الۡكٰفِرِيۡنَ اِلَّا فِىۡ ضَلٰلٍ ۝)

سورہ المؤمن رکوع ۵ پارہ ۲۴

ترجمہ - اور دوزخی جہنّم کے داروغہ سے کہینگے - کہ تم اپنے رب سے عرض کرو - کہ وہ ہم سے کسی روز تو عذاب ہلکا کر دیا کرے - وہ کہیں گے - کیا تمہارے پاس تمہارے رسول نشانیاں لے کر نہ آئے تھے - کہیں گے - ہاں (آئے تھے) کہیں گے - پس پُکارو - اور کافروں کا پُکارنا محض بے سود ہوگا -

کافروں سے مُراد

پنجابی مسلمانوں کی اصطلاح کے مطابق فقط گنگارام اور خوشحال سنگھ ہی نہیں ہیں بلکہ وہ نام کے مسلمان کہلانے والے بدنصیب بھی آئیں گے - جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں سے ان علماء کرام کو جو خالص قرآن مجید اور سُنّتِ نبوی کا پیغام انہیں پہنچاتے ہیں - اور یہ بد نصیب بجائے اس کے کہ اپنی بے دینی پر شرمندہ ہوں اور اللہ تعالےٰ کے فرمان واجب الاذعان یعنی قرآن مجید کی طرف اپنا رُخ پھیریں - اُلٹا ان حق گو - حق پرست علماء کرام کی توہین کرتے ہیں - مثلاً یہ مولوی جانتے ہی کیا ہیں یا " ان مولویوں کو آتا ہی کیا ہے " یا " یہ داڑھیوں والے بڑے بے ایمان ہیں "

اے پیغامِ حق پہنچانے والے علماء کرام

پر طعن زنی کرنے والے مسلمان - یاد رکھو - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دُنیا میں کوئی نبی نہیں آئے گا - اب تو ان حق پرست علماء کرام (جن کی زندگی کا نصب العین خلق خدا کو پیغام کتاب و سنۃ پہنچانا ہے) کی تبلیغ کے باعث ہی تم پر الزام قائم کیا جائے گا - کہ تمہارے پاس ایسے اللہ تعالےٰ کے بندے نہیں آئے تھے - جو تمہیں اللہ تعالےٰ کا پیغام پہنچاتے تھے - اور تم ان کی توہین کیا کرتے تھے -

اے طعن زنی کرنے والے بے دین مسلمان

اللہ تعالےٰ کے وہ بندے جو خلقِ خدا کو پیغام حق پہنچانے کے لئے میدانِ دُنیا میں آتے ہیں - وہ تمہاری طرح مزاج کے چھچھورے نہیں ہوتے - وہ اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے تمہارے سامنے آتے ہیں - جب تم جیسے بے لگام مسلمان ان کی توہین کرتے ہیں - وہ صبر کر جاتے ہیں - اور دل میں یہ کہتے ہیں - کہ اے اللہ ہم تو تجھے راضی کرنا چاہتے ہیں - اگر ہماری توہین بھی ہو جائے - مگر تیرا دامن ان کے اعتراضوں سے پاک ہو جائے - تو یہ بڑا ہی سستا سودا ہے -

اے اللہ تیرا بڑا ہی شکر ہے۔ کہ تو نے اپنی عزت بچانے کے لئے ہمیں ان بے دینوں کے سامنے ڈھال بنا لیا ہے۔ ہم تو تیرے اس انعام کا شکر ساری عمر ادا نہیں کر سکتے۔ اللّٰھم اجعلنی منھم آمین

مضمون دوم

ایمانداروں کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کے نقشے

پہلا
ان کی زندگی کا نصب العین

(قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ لَاشَرِیْکَ لَہٗ ۚ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝)

سورہ الانعام رکوع ۲ پارہ ۸

ترجمہ۔ کہدو۔ بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے۔ جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا۔ اور میں سب سے پہلا فرمانبردار ہوں۔

دراصل ان آیتوں میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا نصب العین

بیان کیا گیا ہے۔ مگر حضور انورؐ کی ساری امّت کو ہر معاملہ میں آپ ہی کی تابعداری کا حکم دیا گیا ہے (لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا ۝)

سورہ الاحزاب رکوع ۳ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے۔ جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے۔ اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

لہٰذا

خاتم النّبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہر سچّے تابعدار یعنی ایماندار کا یہی نصب العین ہوگا۔ اللّٰھم اجعلنا منھم

دوسرا

وہ ایماندار لوگ اللہ تعالیٰ کی یاد سے کبھی غافل نہیں ہوتے

اس کا ثبوت

(اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ۙ الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ رَبَّنَآ اِنَّکَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَہٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝)

سورہ آل عمران رکوع ۲۰ پارہ ۴

ترجمہ۔ بیشک آسمان اور زمین کے بنانے اور رات اور دن کے آنے جانے میں البتہ عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ وہ جو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے یاد کرتے ہیں۔ اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں فکر کرتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ اے ہمارے رب تو نے یہ بے فائدہ نہیں بنایا۔ تو سب عیبوں سے پاک ہے۔ سو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ اے رب ہمارے جسے تو نے دوزخ میں داخل کیا۔ سو تو نے اسے رسوا کیا۔ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا +

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ "یعنی کسی حال میں خدا سے غافل نہیں ہوتے۔ اس کی یاد ہمہ وقت ان کے دل میں اور زبان پر جاری رہتی ہے۔ جیسے حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کان یذکر اللہ علی کل احیانہ نماز بھی خدا کی بہت بڑی یاد ہے۔ اسی لئے آپ نے فرمایا کہ جو کھڑا ہو کر نہ پڑھ سکے۔ بیٹھ کر اور جو بیٹھ نہ سکے لیٹ کر پڑھ لے۔ بعض روایات میں ہے کہ جس رات میں یہ آیات نازل ہوئیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے۔ بیٹھے۔ لیٹے۔ ہر حالت میں اللہ کو یاد کرکے روتے رہے۔

حاشیہ نمبر دوم

مذکورۃ الصدر آیات پر حضرت شیخ الاسلام کا حاشیہ نمبر دوم ملاحظہ ہو۔" یعنی ذکر و فکر کے بعد کہتے ہیں۔ کہ خداوندا [illegible] کارخانہ آپ نے بیکار پیدا نہیں کیا۔ جس کا کوئی مقصد نہ ہو۔ یقیناً ان عجیب و غریب حکیمانہ انتظامات کا سلسلہ کسی عظیم و جلیل نتیجہ پر منتہی ہونا چاہیئے۔ گویا یہاں سے ان کا ذہن تصوّر آخرت کی طرف منتقل ہوگیا۔ جو فی الحقیقت دنیا کی موجودہ زندگی کا آخری نتیجہ ہے۔ اسی لئے آگے دوزخ کے عذاب سے محفوظ رہنے کی دعا کی۔ اور درمیان میں خدا تعالےٰ کی تسبیح و تنزیہہ بیان کرکے اشارہ کردیا۔ کہ جو احمق قدرت کے ایسے صاف و صریح نشان دیکھتے ہوئے تجھ کو نہ پہچانیں یا تیری شان کو گھٹائیں یا کارخانۂ عالم کو محض عبث و لعب سمجھیں۔ تیری بارگاہ ان سب کی ہزلیات و خرافات سے پاک ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا۔ کہ آسمان و زمین اور دیگر مصنوعات الٰہیہ میں غور و فکر کرنا وہ ہی محمود ہوسکتا ہے۔ جس کا نتیجہ خدا کی یاد اور آخرت کی طرف توجہ ہو۔ باقی جو مادہ پرست ان مصنوعات کے تاروں میں الجھ کر رہ جائیں۔ اور صانع کی صحیح معرفت تک نہ پہنچ سکیں۔ خواہ دنیا انہیں بڑا محقق اور سائنسدان کہا کرے۔ مگر قرآن کی زبان میں وہ اولوالالباب نہیں ہوسکتے۔ بلکہ پرلے درجے کے جاہل و احمق ہیں۔

تیسرا

وہ ایماندار لوگ ایمان لانے کی دعوت کو فوراً قبول کرلیتے ہیں

کیونکہ انسان کا اللہ تعالےٰ سے تعلق ایک فطری چیز ہے۔ اور انسان کا قاعدہ یہ ہے۔ کہ جب اسے فطرت کے تقاضا کی طرف دعوت دی جائے تو فوراً قبول کرلیتا ہے۔ مثلاً بچّہ ماں کے پیٹ سے باہر آنے کے تھوڑی دیر ہی بعد جب اس کے منہ میں پستان دیتی ہے تو فوراً چوسنے لگ جاتا ہے۔ اور مثلاً سال چھ مہینے کی عمر کے اندر ماں کی گود میں یا بستر پر کروٹیں بدلتے بدلتے جب تھک جاتا ہے تو رونے لگتا ہے۔ ماں سمجھ جاتی ہے کہ بچّہ تھک گیا ہے۔ اب سونا چاہتا ہے۔ بستر پر لٹا کر تھپکیاں دینا شروع کردیتی ہے۔ تو بچّہ چپ ہو کر آرام سے سوجاتا ہے۔

علیٰ ہٰذالقیاس

ہر انسان کے دل میں اپنے خالق اور مالک کے ساتھ ایک فطرتی اور مادر زاد تعلق ہے۔ چنانچہ آپ پہاڑوں کی چوٹیوں پر بسنے والے انسانوں یا لق و دق جنگلوں میں رہنے والے انسانوں میں بھی ایک ایسا جذبہ پائینگے کہ وہ ایسی ہستی کو مانتے ضرور ہیں۔ جس کو نہ انھوں نے کبھی دیکھا۔ نہ ان کے باپ دادا نے کبھی دیکھا۔ مگر اس ان دیکھی ذات کے ساتھ ان کو عقیدت اور محبت ضرور ہے۔ وہ اس ذات کو راضی رکھنے کے بھی متمنی

ہونگے۔ اور اس سے ڈرتے بھی ضرور ہونگے۔ یہی در اصل انسان کی فطرت میں اللہ تعالیٰ کا تصوّر اور عقیدہ ہے۔ جب کوئی ہادی آتا ہے۔ اور اس کی طرف دعوت دیتا ہے

تو وہ فطرت سلیمہ و اسلے الانسان

اس ہادی کی آواز پر فوراً لبیک کہتے ہیں اور اسے بن دیکھے ہی مان جاتے ہیں۔ اور اس کے احکام کے ماننے کے لئے گردن جھکا دیتے ہیں۔ اسی چیز کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے (رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعۡنَا مُنَادِيًا يُّنَادِىۡ لِلۡاِيۡمَانِ اَنۡ اٰمِنُوۡا بِرَبِّكُمۡ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَكَفِّرۡ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الۡاَبۡرَارِ) سورہ آل عمران رکوع ۲۰ پارہ ۴

ترجمہ۔ اے رب ہمارے ہم نے ایک پکارنے والے سے سُنا۔ جو ایمان لانے کو پکارتا تھا۔ کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ۔ سو ہم ایمان لے آئے۔ اے رب ہمارے اب ہمارے گناہ بخش دے۔ اور ہم سے ہماری بُرائیاں دُور کر دے۔ اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ موت دے۔ اب

فطرت سلیمہ کی راہ نمائی ملاحظہ ہو

ہادی کی طرف سے تو اللہ تعالیٰ کو اپنا رب ہی ماننے کی دعوت ملی ہے۔ اب دیکھئے کہ ان کی فطرت انہیں ایمان لانے کے بعد کہاں تک آگے لے گئی ہے۔ عرض کرتے ہیں (فاغفرلنا) ترجمہ۔ ہمارے گناہ بخش دے۔ (و کفرعنا سیّاٰتنا) ترجمہ۔ اور ہم سے ہماری بُرائیاں دُور کر دے (و توفنا مع الابرار) اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ موت دے۔ اور آگے سُنیئے (ربنا و اٰتنا ما وعدتنا علیٰ رسلک) ترجمہ اے رب ہمارے اور ہمیں دے۔ جو تو نے ہم سے اپنے رسولوں کے ذریعے سے وعدہ کیا ہے۔ (ولا تخزنا یوم القیٰمۃ) ترجمہ۔ اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر + البتہ جن لوگوں کے مسلسل بُرائیوں میں مبتلا ہونے کے باعث ان کی فطرۃ سلیمہ کا نور بُجھ جائے۔ جس طرح کہ ایک بچّہ مادر زاد تو بینا تھا پھر دُنیا میں آکر اُسے ایسی بیماری لاحق ہُوئی کہ نور بینائی بُجھ جانے کے باعث وہ اندھا ہوگیا۔ اب وہ کسی چیز کو دیکھ کر کوئی لطف نہیں اُٹھا سکتا۔

بعینہٖ

وہ لوگ ہادی کی آواز پر ہرگز لبّیک نہیں کہینگے۔ ہادی ہزار مرتبہ سمجھائے۔ ہزاروں معجزے دکھائے۔ مگر وہ اسی اندھے کی طرح کسی چیز سے متاثر نہیں ہونگے۔ بلکہ ہادی کی طرف سے جس قدر اصرار زیادہ ہوگا۔ اسی قدر ان بدقسمتوں کا انکار اور زیادہ بڑھتا جائے گا۔

چوتھا (نقشہ)

ایماندار لوگوں کا چوتھا نقشہ جس میں اللہ تعالےٰ نے بارہ خوشنما رنگ بھرے ہوئے ہیں

پہلا رنگ

ان کی رفتار میں تواضع اور سنجیدگی پائی جاتی ہے

(وَعِبَادُ الرَّحۡمٰنِ الَّذِيۡنَ يَمۡشُوۡنَ عَلَى الۡاَرۡضِ هَوۡنًا) سورہ الفرقان رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر دبے پاؤں چلتے ہیں + یعنی ان کی چال ڈھال سے تواضع، متانت، خاکساری اور بے تکلّفی ٹپکتی ہے۔

دُوسرا رنگ

بیہودہ مزاج لوگوں کی بیہودگی کا متانت سے جواب دیتے ہیں

(وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الۡجٰهِلُوۡنَ قَالُوۡا سَلٰمًا) سورہ الفرقان رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ اور جب ان سے بے سمجھ لوگ بات کریں۔ تو کہتے ہیں۔ سلام ہے + یعنی بے ادب لوگوں کی بات کا جواب عفو یعنی در گزر کرنے سے دیتے ہیں۔

تیسرا رنگ

رات کے وقت حضور الٰہی میں کبھی کھڑے اور کبھی سربسجود ہوتے ہیں

(وَالَّذِيۡنَ يَبِيۡتُوۡنَ لِرَبِّهِمۡ سُجَّدًا وَّقِيَامًا) سورہ الفرقان رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ اور وہ لوگ جو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہوکر رات گزارتے ہیں + یعنی رات کو جب غافل بندے نیند اور آرام کے مزے لُوٹتے ہیں۔ وہ اللہ تعالےٰ کے روبرو کھڑے اور سجدہ میں پڑے ہوئے گزارتے ہیں۔

چوتھا رنگ

دربارِ الٰہی میں دوزخ کے عذاب سے بچنے کی درخواست کرتے ہیں۔

(وَالَّذِيۡنَ يَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا اصۡرِفۡ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا) سورہ الفرقان رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ اور وہ لوگ جو کہتے ہیں۔ اے ہمارے رب ہم سے دوزخ کا عذاب دُور کر دے۔ بیشک اس کا عذاب پُوری تباہی ہے + یعنی اتنی عبادت پر اتنا خوف بھی ہے۔ یہ نہیں کہ تہجد پڑھ کر خدا تعالےٰ کے غضب اور قہر سے بے فکر ہو گئے۔

پانچواں رنگ

نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ بخل کرتے ہیں بلکہ ہمیشہ میانہ روی پر چلتے ہیں

(وَالَّذِيۡنَ اِذَاۤ اَنۡفَقُوۡا لَمۡ يُسۡرِفُوۡا وَلَمۡ يَقۡتُرُوۡا وَكَانَ بَيۡنَ ذٰلِكَ قَوَامًا) سورہ الفرقان رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں۔ تو فضول خرچی نہیں کرتے۔ اور نہ تنگی کرتے ہیں۔ اور ان کا خرچ دونوں کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے۔

چھٹا رنگ

فقط ایک اللہ تعالیٰ ہی کو اپنا معبود سمجھتے ہیں

(وَالَّذِيۡنَ لَا يَدۡعُوۡنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ) سورہ الفرقان رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ اور وہ جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پُکارتے + یعنی اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی اور کو شریک نہیں کرتے۔

ساتواں رنگ

کسی شخص کو ناحق قتل نہیں کرتے

(وَلَا يَقۡتُلُوۡنَ النَّفۡسَ الَّتِىۡ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالۡحَقِّ) سورہ الفرقان رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ اور اس شخص کو ناحق قتل نہیں کرتے۔ جسے اللہ نے حرام کر دیا ہے + کسی کو حق کے طور پر قتل کرنے کی یہ صورتیں ہو سکتی ہیں مثلاً قتل عمد کے بدلہ قتل کرنا۔ شادی شدہ زانی کو سنگسار کرنا۔ یا مرتد کو [illegible]

یہ سب صورتیں قتل بالحق میں شامل ہیں مگر اس قسم کے قتل اسلامی حکومت کے حکام ہی کے ہاتھوں سے ہونگے۔

آٹھواں رنگ

ان کا دامن زنا سے پاک ہوتا ہے

(وَلَا یَزْنُوْنَ) سورہ الفرقان رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ - اور زنا نہیں کرتے۔

نواں رنگ

بیہودہ باتوں یا بیہودہ مجلسوں میں شامل نہیں ہوتے

(وَالَّذِیْنَ لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا) سورہ الفرقان رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ - اور جو بیہودہ باتوں میں شامل نہیں ہوتے اور جب بیہودہ باتوں کے پاس سے گزریں۔ تو شریفانہ طور سے گذرتے ہیں۔

بیہودہ باتوں کی مثالیں

مثلاً باجے بج رہے ہوں۔ بازاری عورتیں گا رہی ہوں۔ ناچ ہو رہا ہو۔ جیسا کہ آج کل یہ نقشہ سنیما گھروں میں نظر آتا ہے۔ ایسی بیہودہ اور ایمان سوز مجالس میں وہ اللہ تعالےٰ کے نیک بندے کبھی شامل نہیں ہو سکتے۔ جنہیں ان صفات حمیدہ کی بناء پر جنت کے بالا خانوں میں ٹھہرانے کا اعلان خداوندی ابھی دو چار سطروں کے بعد اسی رکوع میں آ رہا ہے۔

کیا اللہ تعالےٰ نے بہشت

انہیں آوارہ مزاج عورتوں اور مردوں کے لئے بنایا ہُوا ہے۔ جو دن کو کاروبار دُنیا میں مصروف رہیں۔ اور رات کو اکٹھے ہوکر ایسی ناشائستہ حرکتیں کریں۔ جن سے صحیح المزاج اور فطرت سلیمہ والے انسان کی شرافت کو عار آئے۔ اور صحیح المزاج شریف انسان ان بیہودہ اور ناشائستہ حرکات والے مقامات میں داخل ہونے کو اپنی کسر شان اور توہین خیال کرے۔

سنیما بینی کے شیدائی مسلمان

گوش ہوش سے سُن لیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں بالکل صاف طور پر یہ اعلان آ چکا ہے کہ آپ کی اُمت میں تہتر فرقے ہونگے۔ ان میں سے بہتر دوزخ میں جائینگے۔ اور فقط ایک جماعت بہشت میں جائے گی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین نے عرض کی کہ وہ بہشت میں جانے والا کونسا فرقہ ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا۔ "ما انا علیہ واصحابی" ترجمہ۔ جس طریقہ پر میں اور میرے صحابہ کرام ہیں۔

سنیما کے شیدائیوں سے ایک سوال

یا تو صاف طور پر اپنے متعلق فیصلہ کر لیجئے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ خواہ ہم دوزخ میں جائیں۔ مگر دُنیا میں ہم اپنی من مانی چال ہی چلیں گے۔ قرآن مجید اور حدیث نبویؐ والا اسلام اس کی تائید کرے یا مخالفت کرے ہمیں اس کی کوئی پروا نہیں ہے۔ اور اگر آپ مسلمانوں کی فہرست میں بھی شامل رہنا چاہتے ہیں۔ اور قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مُنہ دکھانا چاہتے ہیں۔ اور حضور انورؐ کی شفاعت کے بھی امیدوار بننا چاہتے ہیں۔ تو پھر شریعت اسلامی کی مخالفت چھوڑ دو۔ ورنہ اس دھوکے میں نہ رہنا۔ کہ تم لوگ شریعت اسلامی کی کھلم کھلا توہین کرنے والے۔ اور دُنیا کے عیش وعشرت اور رنگ رلیاں منانے والے۔ اور وُہ اللہ تعالےٰ کے نیک بندے جنہوں نے شریعت اسلامی کی رسّی اپنے گلوں میں ڈالی ہُوئی ہے۔ قیامت کے دن دونوں برابر ہونگے۔ میرے بھائی کہیں اس غلط فہمی میں نہ رہنا۔ ذرا کان کھول کر۔

دونوں جہان کے شاہنشاہ حقیقی عز اسمہ وجل مجدہ کا اعلان سُن لو

(اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْیَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ)

سورہ الجاثیہ رکوع ۳ پارہ ۲۵

ترجمہ۔ کیا گناہ کرنے والوں نے یہ سمجھ لیا ہے۔ کہ ہم ان کو ایماندار نیک کام کرنے والوں کے برابر کر دینگے۔ ان کا جینا اور مرنا برابر ہے۔ وہ بہت ہی بُرا فیصلہ کرتے ہیں۔

دسواں رنگ

اللہ تعالےٰ کی آیتوں کو توجہ سے سنتے ہیں اور ان کے معانی اور مطالب سے اثر پذیر ہوتے ہیں

(وَالَّذِیْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْهَا صُمًّا وَّعُمْیَانًا) سورہ الفرقان رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ اور جب اُنہیں ان کے رب کی آیتوں سے سمجھایا جاتا ہے تو ان پر بہرے اندھے ہوکر نہیں گرتے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ "بلکہ نہایت فکر و تدبر اور دھیان سے سُنیں۔ اور سُن کر متاثر ہوں۔ مشرکین کی طرح پتھر کی مورتیں نہ بن جائیں"

گیارھواں رنگ

بارگاہ الٰہی میں بیویوں اور اولاد کے نیک بننے کی استدعا کرنے والے

(وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ) الآیہ سورہ الفرقان رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ اور وہ جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما۔

یعنی

وہ حضرات بارگاہ الٰہی میں یہ استدعا کر رہے ہیں۔ کہ ہمیں بیویاں اور اولاد ایسی عطا فرما۔ جو ہمارے لئے دُنیا میں آنکھوں کی ٹھنڈک ہو۔ مثلاً ہمارے گھر والے سب کے سب اعلیٰ درجہ کے شریف نیکوکار، خدا پرست مرنجان مرنج ہوں تاکہ ہمارے دلوں کو ان کے باعث کوئی صدمہ نہ پہنچے۔

بارھواں رنگ

بارگاہ الٰہی میں پرہیزگاروں کا امام بننے کی آرزو

(وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا)

سورہ الفرقان رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔

انسان کا فطرتی تقاضا

انسان کی فطرت کا تقاضا ہے کہ زندگی کے جس شعبے اور جس لائن میں قدم رکھتا ہے چاہتا ہے کہ مجھے اس فن میں انتہائی کمال حاصل ہو جائے۔ مثلاً تجارت، ملازمت، زراعت یا کسی بھی دستکاری کی طرف رُخ کرے۔ اگر تجارت میں قدم رکھتا ہے تو یہ چاہتا ہے۔ تو

یہ چاہتا ہے کہ تجارت کے اس شعبے میں میرا مقام سب سے بلند ہو - میرے درجے کا اور کوئی سیٹھ نہ ہو - اگر زراعت کی طرف قدم رکھے تو چاہتا ہے کہ میں اتنا بڑا زمیندار بن جاؤں کہ میرے درجے کا اور کوئی زمیندار نہ ہو - اور اگر ملازمت کی طرف رُخ کرے تو پھر اس کھاتے کے اعلیٰ عہدہ پر پہنچنے کی آرزو کرتا ہے - علیٰ ہٰذالقیاس اسی فطرتی تقاضا کی بناء پر جو خوش نصیب انسان پرہیزگاری اور قرب الی اللہ کو زندگی کا نصب العین بناتے ہیں - ان کی تمنّا پھر یہ ہوتی ہے کہ قرب الٰہی میں سب سے اعلیٰ اور بلند مقام ہمیں نصیب ہو اسی فطرتی تقاضا کے باعث متقی حضرات یہ آرزو کرتے ہیں کہ اے اللہ ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا دے - اور یہ ایک نہایت ہی پاکیزہ جذبہ ہے - کہ اللہ تعالےٰ کا فقط قرب یعنی اس کی رضا کا سب سے اعلیٰ مقام چاہتے ہیں - اس جذبے میں کوئی دُنیاوی خواہشات کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا - کیا متقیوں کا امام بننے سے تنخواہ زیادہ ملے گی - یا اللہ تعالےٰ عالیشان محل دُنیا میں رہنے کے لئے بنوا دے گا - یا کوئی بہت بڑی جاگیر عطا ہوگی ہرگز نہیں -

بارگاہ الٰہی سے متقیوں کے انعام کا ذکر

(قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ط لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ ۝)

سورہ آل عمران رکوع ۲ پارہ ۳

ترجمہ - کہدے - کیا میں تمہیں اس (یعنی دُنیا کے ساز و سامان) سے بہتر چیز بتاؤں - پرہیزگاروں کے لئے اپنے رب کے ہاں باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں - ان میں ہمیشہ رہیں گے اور پاک عورتیں ہیں - اور اللہ کی رضامندی ہے - اور اللہ بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے -

یعنی

وہ عالم الغیب والشہادہ ہونے کے لحاظ سے خوب جانتا ہے - کہ ان نعمتوں کے مستحق کون کون حضرات ہیں -

درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے

برادرانِ اسلام - اس خطبے کے پہلے صفحہ پر میں نے بطور خلاصہ یہ چیز عرض کی تھی -

"دراصل یہ دُنیا کا جہان ایماندار انسانوں کے لئے بنایا گیا ہے - اور بے ایمان ان کے صدقے میں فائدہ اُٹھا رہے ہیں - اس کے بعد میں نے ایمانداروں کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کے نقشے پیش کئے ہیں - اور تمام پہلو قرآن مجید ہی سے نکال کر آپ کے سامنے رکھے ہیں -

لہٰذا

آپ کی خیرخواہی کے طور پر عرض کرتا ہوں - کہ ایماندار انسانوں کے تمام پہلوؤں کے آئینہ میں اپنا آپ دیکھ کر خود فیصلہ کریں - کہ ایمانداروں کی لائن پر جا رہے ہیں - یا بے ایمانوں کی لائن پر - یہ بھی یاد رہے - کہ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں تمہارے کہنے پر کوئی فیصلہ نہیں ہوگا - کیونکہ اپنے مُنہ سے تو ہر شخص میاں مٹھو بنتا ہے - اور یہ دعویٰ کرتا ہے - کہ میں ایماندار ہوں - اللہ تعالےٰ تو اپنے اعلانات کے نقطۂ نگاہ سے دیکھے گا - جو اُس نے قرآن مجید میں ارشاد فرمائے ہیں - میرے بھائیو - دُنیا کی زندگی میں اپنے آپ کو اس سانچے میں ڈھال لو - جس میں اللہ تعالےٰ تمہیں ڈھالنا چاہتا ہے - ورنہ قیامت کے دن دُنیا میں دوبارہ آنے اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے تجویز کردہ سانچے میں ڈھالنے کی درخواست کی جائیگی - لیکن اللہ تعالےٰ بے ایمانوں کی یہ درخواست ہرگز قبول نہیں فرمائینگے

درخواست ملاحظہ ہو

(وَلَوْ تَرٰى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ط رَبَّنَا اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ۝) سورہ السجدہ رکوع ۲ پارہ ۲۱

ترجمہ - اور کبھی تو دیکھے - جس وقت منکر اپنے رب کے سامنے سر جُھکائے ہوئے ہونگے - اے رب ہمارے ہم نے دیکھ لیا - اور سُن لیا - اب ہمیں پھر بھیج دے - کہ اچھے کام کریں - ہمیں یقین آگیا ہے -

اللہ تعالےٰ کا جواب ملاحظہ ہو

(فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ج اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝)

سورہ السجدہ رکوع ۲ پارہ ۲۱

ترجمہ - تو اب اس کا مزا چکھو - کہ تم اپنے اس دن کے آنے کو بھول گئے تھے - ہم نے تمہیں بُھلا دیا - اور اپنے کئے کے بدلہ میں ہمیشہ کا عذاب چکھو -

قرآن مجید کی آواز سُن کر اُلٹا سُنانیوالوں کی توہین کرنیوالے بیدین غور سے سُنیں

(وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْآ اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ۝ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۝ رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ صلے فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ۝ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝)

سورہ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ - اور جن کا پلّہ (نیکیوں کا) ہلکا ہوگا - تو وُہی یہ لوگ ہوں گے - جنھوں نے اپنا نقصان کیا - ہمیشہ جہنّم میں رہنے والے ہوں گے - ان کے مونہوں کو آگ جُھلس دے گی - اور وہ اس میں بد شکل والے ہوں گے - (اللہ تعالےٰ انہیں فرمائے گا) کیا تمہیں ہماری آیتیں (دُنیا میں) نہیں سنائی جاتی تھیں - پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے - کہینگے - اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی - اور ہم لوگ گمراہ تھے - اے رب ہمارے ہمیں اس (دوزخ) سے نکال دے - اگر پھر کریں - تو بے شک ظالم ہوں گے - فرمائے گا - اس میں پھٹکارے ہُوئے پڑے رہو - اور مجھ سے نہ بولو - میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا - جو کہتے تھے - اے ہمارے رب ہم ایمان لائے - تو ہمیں بخش دے - اور ہم پر رحم کر - اور تو بہت رحم کرنے والا ہے - سو تم نے ان کی ہنسی اُڑائی - یہاں تک کہ انہوں نے تمہیں میری یاد بھی بُھلا دی - اور تم ان سے ہنسی ہی کرتے رہے - آج میں نے انہیں ان کے ...

خُدّام الدین کے ہر پڑھنے والے

سے یہ عرض کرتا ہوں کہ مذکورۃ الصدر سطریں ضرور اپنے گھر کے ان بے دینوں کو سُنا دیں - جو قرآن مجید کے پیش کردہ اسلام کی کوئی ضرورت نہیں سمجھتے - اور اس قرآن مجید پر عمل کرنے کی بھی ان کی نظر میں کوئی اہمیّت نہیں ہے - ممکن ہے کہ ان آیات اور ان کا ترجمہ سُننے سے ان کے دل میں اللہ تعالےٰ کا خوف پیدا ہو جائے - اور اپنی اصلاح کر لیں - وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ -

---

نوٹ : - خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیا کریں - "مینجر"

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات مورخہ ۱۹ رجب المرجب ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۹ جنوری ۱۹۵۹ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

انسان کی تکمیل کیلئے

اصلاح قال اور اصلاح حال دونوں کی ضرورت ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ٥ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی ۔ اَمَّا بَعۡد

میں ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں کہ ہم ہر جمعرات کو اللہ تعالےٰ کے دروازہ پر اس لئے جمع ہوتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ میرا اور آپ کا ظاہر اور باطن ایسا بنا دے جو اس کو اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہو، انسان کی تکمیل کے لئے دو قسم کے اصلاح کی ضرورت ہے ۱ـ اصلاحِ حال ۲ـ اصلاحِ قال ۔ اصلاحِ حال کے مدارس عربیہ میں بھی نہیں ہوتی ۔ طلبائے علوم دینیہ وہاں اصلاحِ حال کے لئے جاتے ہی نہیں ۔ وہ صرف اصلاحِ قال کے لئے جاتے ہیں ۔ اس لئے ان کی اصلاحِ قال ہو جاتی ہے ۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ ہمارے مدارسِ عربیہ کو قائم و دائم رکھے ۔ ان کے منتظمین اور مدرسین کو برکت عطا فرمائے کہ اُن کے ذریعہ قال اللہ و قال الرسول کی آواز مسلمانوں کے کانوں تک پہنچ رہی ہے ۔ لیکن وہاں ہماری ایک ضرورت پوری نہیں ہوتی ۔ اور وہ ضرورت ہے اصلاحِ حال کی ۔ ہمارے علماء وہاں کتابیں پڑھنے جاتے ہیں ۔ کتابوں سے اُن کی اصلاحِ قال تو ہو جاتی ہے ۔ لیکن اصلاحِ حال نہیں ہوتی، حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ حال حضرات کے امام الائمہ تھے جو طالب علم دورہ حدیث کے لئے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے، کیا اُن کی اصلاحِ حال ہو جاتی تھی؟ نہیں ۔ جو اصلاحِ حال کے لئے جاتے تھے اُن کی عموماً طلباء اصلاحِ قال کے لئے جاتے تھے ۔ اور اُن کی اصلاحِ قال ہو جاتی تھی ۔ نہ وہ سب طلباء کی اصلاحِ حال کا ذمہ لیتے تھے ۔ اور نہ یہ اس کے لئے جاتے تھے ۔ اصلاحِ حال کے لئے علیحدہ محنت کرنی پڑتی ہے ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ علماء کی اصلاحِ قال تو ہو جاتی ہے ۔ لیکن اصلاحِ حال کی اُن کو بھی ضرورت ہوتی ہے ۔ اصلاحِ حال کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔ اِنَّ فِی الۡجَسَدِ لَمُضۡغَۃً اِذَا صَلُحَتۡ صَلُحَ الۡجَسَدُ کُلُّہٗ وَاِذَا فَسَدَتۡ فَسَدَ الۡجَسَدُ کُلُّہٗ اَلَا وَھِیَ الۡقَلۡبُ ؛

(ترجمہ ۔ بے شک (انسان کے) جسم میں البتہ ایک گوشت کا ٹکڑا ہے، جب وہ درست ہو جاتا ہے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے، اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے، خبردار اور وہ دل ہے) اصلاحِ حال کا مدار دل پر ہے ۔ اللہ تعالےٰ میری اور آپ کی اصلاحِ قال اور اصلاحِ حال فرما دے ۔ آمین یا الٰہ العٰلمین ۔ اگر ایک شخص کی اصلاحِ قال تو ہو جائے اور اصلاحِ حال نہ ہو تو اس کی بارگاہِ الٰہی میں کوئی قیمت نہیں ۔ اس پر یہ شعر صادق آئے گا ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم!
نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

اس کے مقابلہ میں ایک دوسرے شخص کو لیجئے جس کی اصلاحِ قال تو نہیں ہوئی لیکن اصلاحِ حال ہو چکی ہے ۔ وہ صدقِ دل سے کلمہ طیبہ پڑھنے کے بعد نماز پنجگانہ کی پابندی کرتا ہے ۔ روزے رکھتا ہے اگر زکوٰۃ فرض ہے تو زکوٰۃ ادا کرتا ہے اسی طرح اگر حج فرض ہے تو کر چکا ہے ۔ اگرچہ وہ کتاب و سنت کا عالم نہیں ہے ۔ یہ شخص اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں مقبول ہے ۔ اللہ تعالےٰ کے ہاں مقبولیت کے لئے اصلاحِ حال کی ضرورت ہے ۔ اس کے متعلق حضور انور فرماتے ہیں :۔

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنۡظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمۡ وَاَمۡوَالِکُمۡ وَلٰکِنۡ یَّنۡظُرُ اِلٰی قُلُوۡبِکُمۡ وَاَعۡمَالِکُمۡ

(رواہ مسلم)

(ترجمہ ۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے ۔ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالےٰ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے ۔)

جن کی اصلاح دنیا میں ہو چکی ہو گی اُن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قبر میں جب ان سے یہ سوالات ہوں گے ۔

مَنۡ رَّبُّکَ ۔ مَا دِیۡنُکَ ۔ اور مَا ھٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیۡ بُعِثَ فِیۡکُمۡ ۔

اور وہ ان کے ٹھیک ٹھیک جواب دے دیں گے تو ان سے فرشتے پوچھیں گے کہ تمہیں کیسے پتہ چلا تو وہ جواب دیں گے ہم نے قرآن مجید پڑھا تھا ۔ اس کے بعد اس قسم کے انسانوں سے کہا جائے گا ۔ نَمۡ کَنَوۡمِ الۡعَرُوۡسِ

(ترجمہ ۔ دلہن کی طرح سو جا) شادی کی پہلی رات دلہن کو علیحدہ کمرہ میں سُلا دیتے ہیں ۔ پھر اس کا محبوب (دولہا) ہی اس کے پاس آتا ہے اسی طرح اللہ تعالےٰ کے وہ بندے جن کی اصلاحِ حال ہو چکی ہو گی قیامت تک آرام سے قبر میں سوتے رہیں گے ۔ قیامت کے دن ان کا محبوب (اللہ تعالےٰ) ہی اُن کو اُٹھائے گا ۔ اللہ تعالےٰ کے محبوب ہونے کا اعلان اس آیت میں آتا ہے :۔ قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۔

(سورہ الانعام ۔ رکوع ۲ پ ۸)

(ترجمہ ۔ کہہ دو بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے)

اللہ تعالےٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے اور آپ کو یہ نعمت عطا فرمائے کہ اس کی ذات محبوب ہو جائے ۔ پھر انسان موت سے نہیں ڈرتا بلکہ اس کی نظر میں موت محبوب ہو جاتی ہے ۔ کیونکہ یہ محبوبِ حقیقی کے دیدار کا ذریعہ بنتی ہے ۔ موت سے اللہ تعالےٰ کے نافرمان ہی ڈرتے ہیں ۔

اب نَمۡ کَنَوۡمِ الۡعَرُوۡسِ کے متعلق ہر شخص اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھے کہ اس کے ہاں اللہ تعالےٰ کی ذات محبوب ہے یا ماسوا اللہ محبوب ہے ۔ آپ بیوی وہ پسند کرتے ہیں جو اندھی ۔ کانی ۔ بہری ۔ گونگی ۔ لنجی اور لنگڑی نہ ہو ۔ یعنی اس کے سب ظاہری اعضاء درست ہوں باطن کے متعلق بھی سُنیئے ۔ آپ عقلمند بیوی پسند کرتے ہیں ۔ پاگل کو پسند نہیں کرتے ۔ معاملہ فہم سمجھدار اور سلیقہ شعار بیوی چاہیئے ۔ گویا اس کا ظاہر اور باطن دونوں درست ہوں ۔ میں کہا کرتا ہوں کہ جس عقل سے دنیا میں کام لیتے ہو اسی عقل سے دین کے معاملہ میں کام لوگے تو نجات ہو جائے گی ۔ جب آپ اس چیز کو پسند کرتے ہیں جس کا ظاہر اور باطن دونوں ٹھیک ہوں ۔ تو کیا اللہ تعالےٰ کو عیب دار بندے چاہئیں ہرگز نہیں ۔ وہ بھی اس کو پسند فرماتے ہیں جس کا ظاہر اور باطن دونوں اس کی مرضی کے مطابق ہوں ۔ اس کو بدزبان بندے پسند نہیں ۔ حضور انور اللہ تعالےٰ کی مراد کے شارح ہیں ۔ آپ فرماتے ہیں :۔ مَنۡ یُّؤۡمِنُ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ فَلۡیَقُلۡ خَیۡرًا اَوۡ لِیَصۡمُتۡ ۔

(ترجمہ ۔ جو اللہ تعالےٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، پس چاہیئے کہ بات کہے تو اچھی کہے یا چپ رہے) مثلاً اللہ تعالےٰ معیوب آنکھ کو پسند نہیں فرماتے :۔ قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِھِمۡ الآیۃ

(سورہ النور ۔ رکوع ۴ ۔ پ ۱۸)

(ترجمہ ۔ ایمان والوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہ

نیچی رکھا کریں)

اور نہ آوارہ مزاج کو پسند فرماتے ہیں :-
وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۔

(سورہ المؤمنون ۔ رکوع ۱ ۔ پ۱۸)

(ترجمہ ۔ اور جو بیہودہ باتوں سے منہ موڑنے والے ہیں) وہ ان کو پسند فرماتے ہیں جن کی نہ آنکھ عیب دار ہو نہ بدزبان ہو ۔ ان کو اپنی رضا کا تمغہ یوں عطا فرماتے ہیں :-
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ

(سورہ البینہ پ۳۰)

(ترجمہ ۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے) نہ ظاہری اعضاء میں سے کوئی عضو اللہ تعالٰے کی مرضی کے خلاف ہو ، اور نہ دل میں اس کے سوا کسی سے محبت ہو ۔ ایسے بندوں کو اللہ تعالٰے پسند فرماتے ہیں ۔ فارسی میں کسی نے کہا ہے ؎

نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن
کہ جاہا سپر باید انداختن

(ترجمہ ۔ ہر جگہ گھوڑا نہیں دوڑانا چاہیئے کسی جگہ تو (ہستی کی) سپر ڈال دینی چاہیئے) جس کے سامنے انسان اپنی ہستی کی سپر ڈال دے وہ اس کا خدا ہے اگر انسان یہ درجہ اللہ تعالٰے کو دے دے تو توحید پرست ہے ۔ توحید یہ ہے کہ اللہ تعالٰے کے مقابلہ میں جو بھی آئے اُس کو اڑا دیا جائے ۔ لیکن اکثریت کے ہاں بیوی اللہ تعالٰے سے زیادہ محبوب ہوتی ہے ۔ مثلاً وہ کہتی ہے میرے بیٹے کی شادی پر باجا ضرور بجے اُدھر کسی عالم سے سن رکھا ہے کہ باجا بجانا کافروں کی رسم ہے ۔ اکثر آدمی اللہ تعالٰے کو ناراض کر لیں گے لیکن بیوی کی ناراضگی برداشت نہیں کریں گے ۔ یہ وہ لوگ جو کبھی بیوی کے آگے ہستی کی سپر ڈال دیتے ہیں اور کبھی اللہ تعالٰے کے آگے ۔ ان کے متعلق کسی نے کہا ہے ؎

ہم وہ بدمست قلندر ہیں !
کبھی مسجد ہیں کبھی مندر ہیں

یہ توحید پرست نہیں ہیں ۔ حاصل یہ ہے کہ ہمارا ظاہر اور باطن ایسے ہو جائیں کہ اللہ تعالٰے اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کو پسند فرما لیں ۔ توحید پرست اور ماسوا اللہ کو محبوب بنانے والے دونوں کا ذکر اس آیت میں آتا ہے
وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ۭ الآیۃ

(سورہ البقرہ رکوع ۲۰ ۔ پ۲)

(ترجمہ ۔ اور ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے اللہ کے سوا اور شریک بنا رکھے ہیں ، جن سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی کہ اللہ سے رکھنی چاہیئے اور ایمان والوں کو تو اللہ ہی سے زیادہ محبت ہوتی ہے)

جن کو وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ کا درجہ حاصل ہے وہ کامیاب ہیں ۔ کامیابی یہ ہے کہ ایک اللہ تعالٰے کو راضی رکھا جائے باقی کوئی راضی رہے یا نہ رہے ۔ اللہ تعالٰے مجھے اور آپ کو اپنا یہ حال بنانے اور لحد قبر تک اس کا پابند رہنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین یا الٰہ العلمین ۔ اللہ تعالٰے کو ناراض کر کے ساری دُنیا حاصل ہو جائے تو یہ نامرادی ہے ۔

میں ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں کہ انسان جس فن میں کمال حاصل کرنا چاہتا ہے ۔ اس فن کے صاحبِ کمال کی صحبت میں مدت مدیدہ تک رہنے سے یہ بھی صاحبِ کمال ہو جاتے گا ادھر بھی یہی قاعدہ ہے ۔ اصلاحِ حال کے لئے صاحبِ حال کی صحبت ضروری ہے ۔ اللہ تعالٰے نے بھی صحبت کو لازمی قرار دیا ہے ، فرماتے ہیں :- وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا الآیہ

(سورہ الکہف رکوع ۴ ۔ پ۱۵)

(ترجمہ ۔ تو اُن لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں ۔ اسی کی رضامندی چاہتے ہیں ۔ اور تو اپنی آنکھوں کو ان سے نہ ہٹا کہ تو دُنیا کی زندگی کی زینت تلاش کرنے لگ جائے)

وَاصْبِرْ امر کا صیغہ ہے ۔ اَلْاَمْرُ لِلْوُجُوْبِ عِنْدَنَا عِنْدَ الْاَحْنَافِ

(ہمارے یعنی احناف کے نزدیک امر کا صیغہ وجوب کے لئے ہوتا ہے) اہل علم ہی [illegible] کا زور سمجھ سکتے ہیں ۔ ان کی صحبت میں نشست و برخاست رکھنے کا حکم دے رہے ہیں ۔ جن کی زندگی کا نصب العین ہے کہ اللہ تعالٰے راضی ہو جائے ۔ وہ نہ بڑے سے بڑا زمیندار بننا چاہتے ہیں ۔ نہ بڑے سے بڑا سیٹھ بننا چاہتے ہیں اور نہ سرکاری ملازمت میں گریڈ بڑھانا چاہتے ہیں ان کو فقط اللہ تعالٰے کی رضا مطلوب و محبوب اور مقصود ہے اس قسم کے اللہ والے نایاب نہیں ۔ کم یاب ضرور ہیں ۔ اُن کی تعداد ہے ۔ یعنی ان کا ہونا تقریباً نہ ہونے کے برابر ہے ۔ وہ اتنی اقلیت میں ہیں کہ ان کو اللہ تعالٰے نے بطور بیج رکھا ہوا ہے ۔

اللہ تعالٰے کے فضل سے کسی کی اصلاح ہو جائے ۔ اگر وہ فرائض عینیہ بجالاتا ہے اور کسی کو ستاتا نہیں تو یہ شخص بمقابلہ اس عالم کے جو بے عمل ہے اللہ تعالٰے کے ہاں زیادہ محبوب ہے ۔ اگر عالم اپنے دماغ کی الماری میں علم کے انبار لگا کر رکھ لے لیکن عمل میں کھوٹا ہے تو اللہ تعالٰے کے ہاں اس کے علم کی کوئی قیمت نہیں یہود کے علماء تورات کے فاضل تھے ، لیکن چونکہ عمل میں کھوٹے تھے ۔ اس لئے اللہ تعالٰے ان کو گدھے سے تشبیہ دیتے ہیں ۔ مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا

(سورہ الجمعۃ ۔ رکوع ۱ ۔ پ۲۸)

ترجمہ ۔ ان لوگوں کی مثال جنہیں توریت اٹھوائی گئی تھی پھر اُنہوں نے اُسے نہ اُٹھایا گدھے کی سی مثال ہے جو کتابیں اٹھاتا ہے)

یہ قرآن مجید ہے حضور انور فرماتے ہیں :-
لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ

(ترجمہ ۔ البتہ تم ضرور ان لوگوں کی پیروی کروگے جو تم سے پہلے گزرے ہیں ۔ بالشت برابر بالشت اور ہاتھ برابر ہاتھ) اس حدیث شریف سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ مسلمانوں میں بھی ایسے عالم ہوں گے جو عمل میں کھوٹے ہوں گے ۔

اصلاحِ قال اور اصلاحِ حال دونوں کی ضرورت ہے ۔ لیکن اصلاحِ حال اصلاحِ قال سے زیادہ اہم اور ضروری ہے ۔ اصلاحِ حال یہ ہے کہ اللہ تعالٰے کی رضا مقصود مطلوب اور محبوب ہو جائے ۔ اس کے لئے علمی طور پر قرآن مجید اور عملی طور پر حضور انورؐ کے اتباع کی ضرورت ہے
لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ الآیۃ :-

(سورہ الاحزاب ۔ رکوع ۳ ۔ پ۲۱)

(ترجمہ ۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے) اس نمونہ کے مطابق اپنے آپ کو بنانے کے لئے اللہ تعالٰے کے ان بندوں کی صحبت ضروری ہے ۔ جن کو فقط اللہ تعالٰے کی رضا مطلوب ہے

؎ بیلے میوہ ز میوہ رنگ می گیرد

جس کی اپنی اصلاحِ حال نہیں ہوئی ، اس سے کتابیں پڑھنے سے اصلاحِ قال تو ہو جائے گی ، لیکن اصلاحِ حال نہیں ہوگی ۔ جاہل صوفی بھی دوسروں کی اصلاحِ حال نہیں کر سکتا ۔ مصلح وہ ہو سکتا ہے ۔ جس کے سینہ میں کتاب و سنت کا نور ہو ، اپنی جماعت سے کہتا ہوں کہ جاہل صوفی کی صحبت میں کبھی نہ بیٹھنا ۔ جاہل صوفی کی مثال ایک تیراک کی سی ہے جو خود تو تیر کر دریا کو پار کر لیتا ہے ۔ لیکن دوسروں کو پار نہیں لے جا سکتا ۔ ایک عالم صوفی کی مثال ایک ملاح کی سی ہے جو ہزاروں کو کشتی میں بٹھا کر دریا کے پار پہنچا دیتا ہے ۔

ہم اللہ تعالٰے کے بندے اور حضور انورؐ کی اُمت ہیں ، جو حضور انورؐ کے مسلک کو نہیں جانتا وہ ہمارا مقتدا نہیں ہو سکتا ، کیونکہ ہم نے

... وزہ پر پہنچتا ہے۔

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اصلاحِ قال اور اصلاحِ حال کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین یا الہ العالمین۔

قال وہ ہے جو قال اللہ و قال الرسول میں آیا ہے، اور حال وہ ہے جو حضورِ اکرمؐ نے بنا کر دکھایا ہے ٭

بقیہ حج کیلئے درخواستیں صفحہ ۳ سے آگے

اور ۱۵ مارچ سے پہلے پہلے انہیں سفری دستاویز جاری کر دئے جائیں گے۔ سفری دستاویز حاصل کرنے کے بعد عازمین حج کو طبی لوازمات کی تکمیل کے بعد مقررہ تاریخ تک حج کیمپ میں پہنچنا ہوگا۔ مطبوعہ ہدایات اور لفافے وغیرہ مختلف مراکز سے بلا قیمت مل سکیں گے ان مراکز کی فہرست کا اعلان عنقریب کر دیا جائے گا۔

ہر خاتون عازمِ حج کے لئے ایک محرم اپنے ساتھ لے جانا پڑے گا۔ جو شخص پہلے فریضۂ حج سرانجام دے چکا ہو اُسے سفر کی اجازت نہیں دی جائے گی البتہ ایسے شخص کو سفر کی اجازت دی جا سکے گی جو اپنی والدہ یا بیوی کے ہمراہ جائز طور پر جانا چاہتا ہو۔

(بقیہ۔ آسودہ حالی صفحہ ۴ سے آگے)

جا نچا جا رہا ہے۔ نہ یہاں کا عارضی عیش و آرام اللہ کے ہاں مقبول و معزز ہونے کی دلیل ہے۔ نہ محض تنگی و سختی مردود ہونے کی علامت ہے۔ مگر انسان اپنے افعال و اعمال پر نظر نہیں کرتا۔ اپنی بے عقلی یا بے حیائی سے رب پر الزام رکھتا ہے۔"

مال و دولت کی کمی بیشی میں ہماری آزمائش ہے

(وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ) الآیہ

ترجمہ۔ اور بعض کے بعض پر درجے بلند کر دیئے ہیں۔ تا کہ اپنے دیئے ہوئے حکموں میں آزمائے۔

(الانعام آیت نمبر ۱۶۵ کا جز)

بقول حضرت ابن کثیرؒ اللہ تعالےٰ نے تمہارے درمیان مختلف درجے رکھے ہیں۔ کوئی امیر ہے کوئی غریب۔ کوئی خوش اخلاق، کوئی بد اخلاق۔ کوئی خوبصورت ۴

ہے۔ کوئی بد صورت ..... اس سے ارادہ یہ ہے کہ آزمائش و امتحان ہو جائے۔ امیروں کا شکر اور فقیروں کا صبر معلوم ہو جائے۔

سُنّتِ نبویؐ

نویدِ جانفزا ہے اے مسلماں سُنّتِ نبویؐ
ضروری ہے پئے تکمیلِ ایماں سُنّتِ نبویؐ

زمانے بھر میں ہے اس سے گریزاں ظلمتِ بدعت
کہ تاریکی میں ہے شمعِ فروزاں سُنّتِ نبویؐ

خدا کے نیک بندوں کو یہ اک مژدۂ راحت ہے
مدد کے واسطے شمشیرِ یزداں سُنّتِ نبویؐ

دلِ ملحد ہے اس کی عظمتوں کے خوف سے لرزاں
مسلماں کو ہے تسکینِ دل و جاں سُنّتِ نبویؐ

محمدؐ مصطفےٰ کی زندگی کا اُسوۂ حسنہ
عبادت کا ہے اِک جزوِ نمایاں سُنّتِ نبویؐ

مُفصّل طور پر کہیئے اسے شرحِ کلام اللہ
یہی ہے شاہدِ تقدیسِ قرآں سُنّتِ نبویؐ

یہ ناممکن ہے کوئی تارکِ سنّت مُسلماں ہو
جہاں میں ہے متاعِ دین و ایماں سُنّتِ نبویؐ

الٰہی راسخِ خستہ جگر پر بھی نظر رکھنا
بنے بخشش کا ساماں روزِ میزاں سُنّتِ نبویؐ

راسخ عرفانی

مضمون نگار حضرات

- اپنے مضامین اور منظومات خوشخط اور کاغذ کی ایک طرف لکھا کریں
- کتاب و سنت اور اردو انشاء کا خاص خیال فرمادیں
- کتب متعلقہ کا حوالہ ضرور دیں ● مضمون مختصر عام فہم اور معنی خیز ہوں

مدیر

لال دین صاحب اخگر

سلسلہ کیلئے ملاحظہ ہو خدام الدین ۲۶ر دسمبر ۱۹۵۹ء

حلقۂ احباب

قسط نمبر ۱۲

(تقریباً ایک مہینہ ختم ہو چکا ہے اور ڈیڑھ مہینہ باقی ہے۔ لوگوں کا ذوق اسلامی دن بدن بڑھتا جاتا ہے۔ ان پڑھ سے ان پڑھ دیہاتی لوگ مولوی عبدالرشید صاحب کی شیریں کلامی۔ تحمّل۔ تفقّہ فی الدین اور مبلغانہ جذبہ سے ہر روز متاثر ہوتے ہیں۔ حاضرین کی تعداد میں آئے دن اضافہ ہو رہا ہے۔ لوگ اپنے کھیتوں سے جلدی آنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور ہر ایک کا یہ قصد ہوتا ہے کہ وہ مولوی صاحب کے قریب چار پائی بچھانے کا موقعہ حاصل کرے۔ دوسرے محلوں کے خواندہ حضرات اس دلچسپ دینی بحث و تمحیص کی خبر سُن چکے ہیں۔ لہٰذا وہ بھی بڑے اشتیاق سے مناسب وقت پہ پہنچ جاتے ہیں۔ اللہ اللہ۔ کھیل تماشے کے عادی لوگ قرآن پاک کے انقلابی اثر سے مسحور نظر آنے لگے ہیں۔ اور مولوی عبدالرشید کی دینی سخنوری کا چرچا ہر جگہ عام ہوتا جاتا ہے)

"آج عید گاہ میں غیر معمولی طور پر رونق ہے۔ کیونکہ رات سے ایک برات آئی ہوئی ہے۔ اس میں سعید اور اختر کے کلاس فیلوز بھی موجود ہیں۔"

جاوید۔ مولوی صاحب آج ہمارے سامنے اسلام کے چند اصول بیان کیجئے۔ جن کا سمجھنا ہم مسلمانوں کے لئے اشد ضروری ہو۔

مسعود۔ ہاں! آج کوئی نہایت اہم موضوع پر گفتگو ہونا چاہئے۔ تاکہ مہمان حضرات ہمارے گاؤں کے متعلق اچھے تاثرات لے کر جائیں۔

مولوی عبدالرشید۔ مَیں تو پہلے بھی عرض کر چکا ہوں۔ کہ ہر شخص کو اپنی نجاتِ اُخروی کی فکر ہونا چاہئے۔ کیونکہ ہر شخص قیامت کے دن اپنے اعمال کا جوابدہ ہوگا۔

ایک مہمان۔ مولوی صاحب۔ کچھ ایسی چیزیں بیان فرمائیں۔ جن پر اسلام کی بُنیاد کھڑی کی جاسکتی ہے۔

مولوی عبدالرشید۔ حضرات! مَیں آپ کے سامنے اپنے مبلغ علم کے مطابق چند نظریات کا ایک ہلکا سا خاکہ پیش کروں گا جس کی صحیح اور مفصّل صورت آپ کو آئندہ کتاب اللہ اور احادیثِ نبوی کے پڑھنے اور سُننے میں نظر آئے گی۔ مَیں اپنی اس مختصر تقریر کو توحید کے بنیادی عقیدے سے شروع کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ مبارک عقیدہ تمام آسمانی ادیان و شرائع کا مشترکہ عقیدہ ہے۔ سیّدنا آدم علیہ السلام سے لے کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام پیغمبرانِ الٰہی نے لوگوں کو یہی قدسی سبق پڑھایا۔ اور یہی وہ نورِ یزدانی تھا جس کی برقی چمک نے عرب کی جہالت کو ختم کر دیا۔ خیر! سُنئے! سیّدنا ابراہیم علیہ السلام جو دینِ مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے مؤسسِ اکبر ہیں۔ ارض و سما کے تمام مناظر پر نظر ڈال کر فرماتے ہیں۔ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ○ (اے بستیوں کے مشرکو سُن لو۔ مَیں اپنی پوری غور و خوض کے بعد اسی خدائے برتر کی بندگی کا اقرار کر رہا ہوں۔ جس نے زمین و آسمان کی پہنائیوں کو قائم فرمایا ہے۔ لہٰذا پھر سُن لو۔ کہ مجھ کو مشرکوں کے ساتھ دُور کا واسطہ بھی نہیں ہے)

دوستو! یہ اعلان ہے جس کو اگر انسان اپنی پوری بصیرت سے سمجھے تو اُس کو کائنات کی تمام مادی طاقتوں سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ اور اس کا رشتۂ عبودیت ایک ایسی ہستی سے جوڑ دیتا ہے جس کے دستِ قدرت میں تمام طرح کی طاقتیں ہیں۔ دوسری جگہ سید المرسلین صلّی اللہ علیہ وسلم کا جذبۂ عبودیت ان الفاظ میں ظہور پذیر ہوتا ہے۔ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ (یہ امر محقق ہے۔ کہ میری عبادت۔ میری تمام تر دلی تمنّائیں۔ میری جسمانی اور جانی قربانیاں میری زندگی کا ہر لمحہ حتّٰی کہ میرا آخری انجام بھی اللہ تعالےٰ اور فقط اللہ تعالیٰ کی مشیّت کو حاصل کرنے اور اس کی رضا کی تلاش کے لئے وقف ہے) خدائے قدوس کی قسم اگرچہ سارا قرآن حکیم ہر لحاظ سے بے نظیر ہے۔ مگر یہ آیات اپنے اندر انوارِ توحید کی پوری دُنیا لئے ہوئے ہیں اور وہ انسان جو اپنے لمحاتِ حیات کو حُبّ اللہ میں اس طرح مشغول کر دے۔ لازماً قیامت کے دن پیغمبروں کی ہم نشینی کا شرف حاصل کرے گا۔ اور روزِ محشر اس کی خُدا دوستی کا اعلان باین الفاظ کیا جائے گا ؎

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے تھا

حاضرین۔ جزاک اللہ۔ مولوی صاحب۔ جزاک اللہ۔

مولوی عبدالرشید۔ نہایت اختصار سے عرض کر رہا ہوں۔ خلیل الرحمٰن سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کا وہ اعلان سُنئے۔ جو تمام علائق کی طرف اشارہ کر رہا ہے اور نہایت سادے مگر پر معنٰی الفاظ میں توحید کا درس بے بدل پیش کر رہا ہے۔

بُت پرستوں کا ایک جمِ غفیر سامنے موجود ہے۔ ان کی آنکھوں سے غیظ و غضب کے انگارے برس رہے ہیں۔ چاہتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام اپنی پوری بصیرت سے ہمارے ساتھی بن جائیں۔ مگر ابراہیم علیہ السلام اُن کے دین سے کلّیتہً بیزار ہیں۔ لہٰذا کُفّار کے تیور جوشِ انتقام سے بدل چکے ہیں۔ ان کے سینوں میں دینِ توحید کے خلاف آتشِ غضب بھڑک رہی ہے۔ مگر پورِ آذر۔ جدِّ انبیاء۔ کائنات کے موحدِ اکبر تو اس طاغوتی فضا میں گرج کر اعلان فرماتے ہیں۔ قَالَ اَفَرَءَیْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ۔ اَنْتُمْ وَاٰبَاؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ۔ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّیْۤ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ۔ ظالمو! غور تو کرو۔ تم کن کی پُوجا کرتے ہو۔ ہائے ہائے۔ تم اور تمہارے آباء و اجداد اسی شرک کی مرض مہلک میں مبتلا رہے۔ پس بُتوں کو حاجت روا سمجھنے والو سُن لو۔ مَیں جہانوں کے پروردگار کے دروازہ پر جُھک کر اور اس کی پناہ کا دامن تھام کر ببانگِ دُہل کہتا ہوں کہ تمہارے سارے حاجت روا میری ہلاکت و بربادی کے لئے اُمڈ کر آجائیں۔ مگر مَیں اُس خُدا پر بھروسہ رکھتا ہوں۔ اَلَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَهُوَ یَهْدِیْنِ۔ جس نے مجھ کو انوارِ نبوّت عطا فرما کر حیاتِ مرسلانہ عطا فرمائی۔ وَالَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ۔ وہ خدائے برتر جو میری روزی کے ایک ایک حبہ اور ایک ایک قطرہ کا کفیل ہے۔ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ۔ اور جب مَیں بیمار ہو جاتا ہوں تو وہ مجھ کو اپنے حکیمانہ افضال و اکرام سے شفا دیتا ہے۔

والذی یمیتنی ثمّ یحیین - سُن لو! مجھ کو تو اس خدا کی حفاظت پر ناز ہے - جس کے حکم سے میری عارضی زندگی ختم ہونے والی ہے - اور پھر اس کے بعد حیاتِ دائمی عطا ہوگی - وَالَّذِی اطمع ان یّغفر الی خطیعتی یوم الدین - اور یہ تو دنیاوی زندگی کے حوائج کا ذکر تھا - مَیں تو اس خدائے عزّوجل کی رحمتِ کاملہ پر آسرا لگائے بیٹھا ہوں - جو قیامت کے ہولناک وقت میں میری خطاؤں سے درگزر فرما کر مجھ کو دولتِ مغفرت سے نوازے گا -

دیکھئے حضرت ابراہیم علیہ السلام جن کی عظمتِ مرسلانہ سیدالانبیاء کے دوسرے درجے پر مانی گئی ہے - اپنے پروردگار سے اپنی عبدیت کا تعلق کن الفاظ میں ظاہر فرماتے ہیں - معلوم ہوتا ہے - بلکہ دولتِ یقین حاصل ہوتی ہے کہ مُقرّبینِ الٰہی کا ایک لمحہ بھی یادِ الٰہی سے خالی نہیں ہوتا - اور کائنات کی ہر ذی حیات اور غیر ذی حیات چیز اپنے وجود کے لئے خدائے اعلےٰ و برتر کی محتاج ہے - سورۂ مریم میں ہے اِن کل من فی السمٰوٰت والارض اِلّا اٰتی الرحمن عبداً - جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے - ان میں سے ایسا کوئی نہیں جو رحمٰن کا بندہ بن کر نہ آئے -) یعنی آسمان والے اور زمین والے سب اللہ تعالی کے غلام ہیں -

ایک مہمان - پھر تو ہر طرح کا معاملہ خدا تعالےٰ ہی سے متعلق ہونا چاہیئے -

مولوی عبدالرشید - بیشک - انسان - ملائکہ - جن - عالم نباتات - حیوانات اور جمادات کا ہر ذرہ خدائے دوجہاں کے سامنے بزبانِ حال دستِ احتیاج پھیلاتا ہے - یہی وجہ ہے کہ سیدالمرسلین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا ہے - کہ اگر تمہارے جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے - تو اپنے خدا تعالےٰ سے ہی مانگو - گویا کہ غیراللہ کی تمام طاقتوں کی نفی کی گئی ہے -

جاوید - مولوی صاحب - توحید کا مسئلہ تو ہمارے ذہن نشین ہوگیا ہے - اب دین حقّہ کی باقی صفات کے متعلق ارشاد فرمایئے -

مہمان آپس میں - مولوی عبدالرشید کی زبان میں جادو کا اثر ہے - اس سے پہلے بھی وعظ سُننے آتے ہیں - مگر اُس اللہ کے بندے نے توحید کا مسئلہ دو تین آیتوں سے عجیب پیرائے میں سمجھا دیا ہے - فی الواقع خدائے تعالےٰ کا دروازہ چھوڑ کر بندوں کا کوئی ٹھکانا نہیں - قبروں پر چڑھاوے چڑھانا اور ان کو حاجت روا یقین کرنا سراسر باطل معلوم ہوتا ہے - سیدھی راہ یہی ہے کہ بندہ اپنے اللہ سے ہی لو لگائے اسی کا محتاج بن کر جیئے - اور اسی کی رضا کے لئے جاں بحق ہو -

مولوی عبدالرشید - توحید کا مسئلہ جب سینے میں نور بن کر داخل ہو جائے - تو سارے مسائل حل ہو جاتے ہیں - رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مکّہ معظمہ میں تیرہ سال یہی توحید کا مسئلہ پیش کیا - حج - نماز - روزہ اور زکوٰۃ کی فرضیت بعد میں نازل ہوئی - خیر اس بنیادی مسئلہ کے بعد دوسرے نمبر پر رسالت کا مسئلہ ہے - اور اس کو نہایت اختصار سے یوں سمجھنا چاہیئے - کہ ہم تمام کائنات کی اُمّتوں میں برگزیدہ اور خوش اختر اُمّت ہیں - انسان تمام مخلوقات سے اشرف و امجد ہے - تو انبیاء کرام کا گروہ تمام انسانوں سے اشرف و امجد ہے - اور اسی طرح حضرت محمد فخرِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء کرام سے افضل و برتر ہیں - اور ہم بفضل ایزد تعالےٰ حضورِ پُرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُمّتی ہیں - وہ لوگ جو خدا تعالےٰ کی توحید اور رسولِ مقبول صلعم کی رسالت کا بدل و جان اقرار کرتے ہیں وہ باقی مسائلِ شرعیہ کے ماننے میں تردد نہیں کرتے - کیونکہ کسی انسان کو پیغمبر خدا ماننے کے بعد اس کی زندگی کے ہر گوشہ کو حق و یقین کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے - اور اس کا ارشاد خدا تعالیٰ کا ارشاد سمجھا جاتا ہے - اس کا چلنا - پھرنا - بیٹھنا - اُٹھنا - سونا - جاگنا غرضیکہ ہر عملِ حیات دین کا حصّہ ہوتا ہے - لہٰذا اس کی پیروی نجاتِ اُخروی اور دُنیاوی کامرانی کی ضامن سمجھی جاتی ہے ہاں رسالت کی عقیدت میں افراط و تفریط توحید کے نور کو بھی سینے سے بجھا دیتی ہے - قرآن مجید شاہد ہے - یہود و نصاریٰ نے عداوت سے نہیں بلکہ فرطِ محبت سے اپنے نبیوں اور ولیوں کو خُدا تعالےٰ کا درجہ دیا - تو اللہ تعالےٰ کی طرف سے ان پر لعنت برسی - پیغمبر باذن اللہ - مطاع - معلم اور مزکّی ہوتے ہیں - وہ قوم کے افراد کی رُوحانی تربیت کرنے کی غرض سے مبعوث کئے جاتے ہیں - اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کے روحانی امراض کی شفا کے لئے آسمانی نسخے پیغمبرانِ وقت کے دلوں میں ڈالتے ہیں - لہٰذا ان کی ہدایت پر عمل کرنا اللہ تعالےٰ کے ارشاد کی تعمیل کے مرادف ہوتا ہے ہم رسولِ ہاشمی صلعم کو خاتم الانبیاء یقین کر کے ان کے ہر عملِ حیات کو دین سمجھ کر اپنی پوری ہمّت سے حضورِ انور صلعم کے اُسوہ حسنہ کی پیروی کرتے رہیں - رسولِ مقبول صلعم کا دین قیامت تک رہے گا - کیونکہ آپ کے بعد کوئی نبی اللہ نہیں آئے گا حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے نزول کا عقیدہ برحق ہے - مگر ان کی آمد خُدا تعالےٰ کی قدرت کا ایک نشان اور دین مصطفوی کی تائید کا ایک ثبوت سمجھا جائیگا - ان کی آمد سے کوئی نئی اُمّت وجود میں نہیں آئے گی - حضرت عیسےٰ رُوح اللہ علیہ السلام لوگوں کو لاالٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کی ہی دعوت دیں گے -

حضرت عیسےٰ علیہ السلام لوگوں کے سامنے وُہی دین پیش کریں گے اور اسی دین کے احیاء کے لئے سعی فرمائیں گے - جس کی برکت سے عرب کے شتربانوں کو روحانیت میں قطبیّت سے بلند مقام اور اس دُنیا میں جہانبانی کی نعمت عطا ہوئی تھی -

ایک مہمان - جناب صحابہ کرام رضی کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے -

مولوی عبدالرشید - آپ میرا خیال معلوم نہ کریں - حضورِ اکرم صلعم کا ارشاد سُنیں - فرمایا - اَصحابی کالنجوم فَبِاَیِّهِم اقتدیتم اهتدیتم

ترجمہ - میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں - پس ان میں سے جس کی بھی تم تابعداری کروگے ہدایت پا جاؤ گے -

دین فقط اس چیز کا نام ہے کہ ہم رسول اللہ اور صحابہ کرام رضی کی زندگی کی پیروی کریں -

الیوم اکملت لکم دینکم الخ کے بعد دین کے ہر معاملہ کو رسول مقبول صلعم کی زندگی کی روشنی میں حل کریں - پھر اس کے بعد صحابہ کرام رضی کے عمل پر غور کریں - قرآنِ حکیم حقائقِ دینیہ اور احکامِ شرعیہ کا ایک مجمل مجموعہ ہے - ان ہدایاتِ الٰہیہ کی تشریح و توضیح کو حضورِ اکرم صلعم کے اسوۂ حسنہ اور صحابہ کبار رضی کے عملِ حیات میں تلاش کرنا چاہیئے - خدا تعالےٰ کی کتاب اور پیغمبرِ وقت کا عمل فقط یہ

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

فیروز سنز ٹرسٹ

معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ - فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط
سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ط اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝ (بنی اسرائیل : ع ۱)

ترجمہ - پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے بندے کو ایک رات مسجد حرام (کعبہ) سے مسجد اقصٰی تک کہ برکت رکھی ہم نے اس کے چاروں طرف - تاکہ ہم دکھائیں اس کو اپنی نشانیاں - بیشک وُہی سب کچھ سُننے دیکھنے والا ہے -

حضرات!

معراجُ النبیؐ کی تقریب ہر سال رجب کی ۲۷ ویں تاریخ کو منائی جاتی ہے - حضرت مالک بن صعصعہؓ اور حضرت ابوذرؓ نے یہ تصریح کی ہے کہ اُنہوں نے معراج کے واقعہ کو لفظ بہ لفظ اور حرف بحرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی زبانِ مبارک سے سُنا ہے :-

حضورؐ نے فرمایا :-

"مَیں حطیم اور بعض اوقات فرمایا کہ مَیں حجر میں لیٹا ہُوا تھا - ناگہاں ایک شخص میرے پاس آیا - اُس نے میرے سینے کو ناف تک چیرا - میرا دل نکالا - پھر میرے پاس ایک سونے کی طشتری ایمان سے بھری ہُوئی لائی گئی — میرا دل دھو کر اس میں ایمان بھر کر اپنی جگہ رکھ دیا گیا — ایک روایت میں آیا ہے کہ زمزم کے پانی سے پیٹ دھو کر ایمان اور حکمت سے بھر دیا گیا - پھر میرے پاس ایک سفید رنگ کی سواری لائی گئی - جو خچر سے چھوٹی اور گدھے سے بڑی تھی - جس کا نام براق تھا - اس کا ایک قدم اپنی آنکھ کی نگاہ سے دُوری پر پڑتا تھا - مجھے اس پر سوار کیا گیا - اور جبریل علیہ السلام مجھے ساتھ لے گئے - یہاں تک کہ آسمانِ دُنیا پر جا پہنچے - دروازہ کھولنے کی درخواست کی - پوچھا گیا - کون ہے؟ فرمایا - جبریلؑ پُوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سوال کیا گیا — کیا آپ کو بُلایا گیا ہے — ہاں - کہا گیا - مرحبا - اچھے تشریف لائے - جب مَیں وہاں پہنچا - وہاں مَیں نے آدم علیہ السلام کو پایا - جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا - آپؐ کے والد آدمؑ ہیں - ان کو سلام فرمائیے - مَیں نے ان پر سلام کہا - آپ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا - بیٹے صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو - پھر جبریلؑ مجھے اُوپر لے چڑھے - یہاں تک کہ دوسرے آسمان پر پہنچے اور دروازہ کھولنے کی درخواست کی - پوچھا گیا - کون ہے — فرمایا - جبریلؑ — اور آپ کے ساتھ کون ہے - فرمایا - محمد (صلّی اللہ علیہ وسلم) سوال کیا گیا - کیا آپ کو بُلایا گیا ہے - فرمایا - ہاں! کہا گیا - مرحبا - اچھے تشریف لائے - پھر دروازہ کھولا گیا - جب مَیں وہاں پہنچا وہاں یحیٰی علیہ السلام اور عیسٰے علیہ السلام موجود تھے - اور دونوں خالہ زاد بھائی ہیں - جبریلؑ نے فرمایا - یہ یحیٰی اور عیسٰی علیہ السلام ہیں - ان دونوں کو سلام فرمائیے - مَیں نے سلام کیا - دونوں نے جواب دیا - پھر فرمایا — بھائی صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو -

پھر جبریلؑ مجھے تیسرے آسمان پر لے گئے — دروازہ کھولنے کی درخواست کی - پوچھا گیا - کون ہے؟ فرمایا - جبریلؑ - پوچھا گیا - آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا محمد (صلّی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا - آپ کو بُلایا گیا ہے - فرمایا - ہاں — کہا گیا مرحبا — اچھے تشریف لائے - پھر دروازہ کھولا گیا - جب مَیں وہاں پہنچا - یوسفؑ کو پایا - جبریلؑ نے فرمایا - یہ یوسف علیہ السلام ہیں - ان کو سلام فرمائیے - مَیں نے ان کو سلام کیا - اُنہوں نے جواب دیا - پھر فرمایا - بھائی اور نبی صالح کو مرحبا ہو — پھر جبریلؑ اُوپر لے چڑھے - یہاں تک کہ چوتھے آسمان تک پہنچے - دروازہ کھولنے کی درخواست کی — کہا گیا - کون ہے — فرمایا - جبریلؑ - پوچھا گیا - آپ کے ساتھ کون ہے - فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا کہ آپ کو بُلایا گیا ہے - فرمایا - ہاں - کہا گیا - مرحبا - اچھے تشریف لائے - پھر دروازہ کھولا گیا — جب مَیں وہاں پہنچا - ادریس علیہ السلام کو وہاں پایا - جبریلؑ نے فرمایا - یہ ادریس علیہ السلام ہیں - ان کو سلام فرمائیے - مَیں نے ان کو سلام کہا - اُنہوں نے سلام کا جواب دیا - پھر فرمایا - بھائی صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو -

پھر جبریلؑ مجھے اُوپر لے چڑھے - یہاں تک کہ پانچویں آسمان تک جا پہنچے - دروازہ کھولنے کی درخواست کی - پوچھا گیا - کون ہے فرمایا - محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) پوچھا گیا - کیا آپ کو بُلایا گیا ہے - فرمایا — ہاں - کہا گیا - مرحبا - اچھے تشریف لائے - پھر دروازہ کھولا گیا - جب مَیں وہاں پہنچا - ہارون علیہ السلام کو وہاں پایا — جبریلؑ نے فرمایا — یہ ہارون علیہ السلام ہیں - ان کو سلام فرمائیے - مَیں نے ان کو سلام کہا - اُنہوں نے جواب دیا - پھر فرمایا - بھائی صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو - پھر جبریلؑ مجھے اُوپر لے چڑھے - یہاں تک کہ چھٹے آسمان تک پہنچے - دروازہ کھولنے کی درخواست کی - کہا گیا - کون ہے — فرمایا - جبریلؑ! پُوچھا گیا - آپ کے ساتھ کون ہے -؟ فرمایا - محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہا گیا: کیا آپ کو بُلایا گیا ہے - فرمایا - ہاں — کہا گیا — مرحبا - اچھے تشریف لائے - پھر دروازہ کھولا گیا جب مَیں وہاں پہنچا تو موسٰی علیہ السلام کو وہاں پایا - جبریلؑ نے فرمایا - یہ موسٰی علیہ السلام ہیں - ان کو سلام فرمائیے — مَیں نے ان کو سلام کہا - انہوں نے جواب دیا - پھر فرمایا - بھائی صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو - جب مَیں ان کے پاس سے گُزرا تو رو پڑے - ان سے کہا گیا آپ کو کس چیز نے رُلایا - فرمایا - اس لئے رویا کہ ایک نوجوان (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلّم) کو میرے بعد بھیجا گیا - اس کی اُمّت میری اُمّت سے زیادہ بہشت میں جائے گی

پھر جبریلؑ مجھے ساتویں آسمان پر لے چڑھے دروازہ کھولنے کی درخواست کی پوچھا گیا کون ہے؟ فرمایا - جبریل — کہا گیا - آپ کے ساتھ کون ہے - فرمایا - محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) کہا گیا کیا آپ کو بلایا گیا ہے فرمایا - ہاں - کہا گیا - مرحبا — اچھے تشریف لائے — جب مَیں وہاں پہنچا - ابراہیمؑ کو وہاں پایا - جبریلؑ نے فرمایا - یہ آپ کے باپ ابراہیمؑ ہیں - ان کو سلام فرمائیے - مَیں نے ان کو سلام کہا - اُنہوں نے سلام کا جواب ف

پھر کہا — بیٹے صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر میں سدرۃ المنتہیٰ تک اٹھایا گیا۔ اس کا پھل ہجر کے مٹکوں جتنا بڑا تھا۔ اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح تھے۔ جبریلؑ نے فرمایا۔ یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ وہاں میں نے چار دریا دیکھے۔ دو دریا ظاہر کے دو دریا باطن کے۔ میں نے کہا۔ اے جبریلؑ! یہ کیا ہے۔ فرمایا۔ دو باطن والے جنت کے ہیں اور دو ظاہر والے نیل اور فرات ہیں۔ پھر مجھے بیت معمور کی طرف اٹھایا گیا اور میرے پاس ایک برتن شراب کا، ایک برتن دودھ کا اور ایک برتن شہد کا لایا گیا۔ میں نے دودھ والے برتن کو چن لیا۔ جبریلؑ نے فرمایا۔ یہی فطرت ہے جس پر تو اور تیری امت ہے۔ پھر مجھ پر روزانہ پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ میں دربارِ الٰہی سے لوٹ آیا۔ موسےٰ علیہ السلام پر گزرا۔ انھوں نے پوچھا۔ آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے۔ میں نے کہا روزانہ پچاس نمازوں کا حکم دیا گیا ہے۔ فرمایا۔ تیری امت پچاس نمازیں نہیں پڑھ سکے گی خدا کی قسم ہے۔ میں نے آپ سے پہلے انھوں کا تجربہ کر کے دیکھا ہے۔ میں نے بنی اسرائیل کو بہت زیادہ آزمایا ہے۔ اپنے رب کے پاس لوٹ جائیے۔ اور اپنی امت کے لئے تخفیف کی درخواست کیجئے۔ میں پھر لوٹ کر گیا تو اللہ تعالےٰ نے دس نمازیں معاف فرمادیں۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کے ہاں لوٹ کر آیا۔ پھر ویسا ہی کہا۔ پھر میں لوٹ کر گیا۔ تب اللہ تعالےٰ نے دس اور معاف فرما دیں۔ پھر میں لوٹ کر موسیٰ علیہ السلام کے ہاں آیا۔ پھر ویسا ہی کہا۔ پھر میں لوٹ کر گیا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے دس اور معاف فرمادیں۔ پھر میں موسےٰ علیہ السلام کے ہاں لوٹ کر آیا۔ پھر ایسا ہی فرمایا۔ پھر میں لوٹ کر گیا پھر اللہ تعالےٰ نے دس اور معاف فرما دیں — پھر مجھے روزانہ دس نمازوں کا حکم دیا گیا۔ پھر لوٹ کر موسےٰ علیہ السلام کے ہاں آیا۔ پھر ویسا ہی فرمایا۔ پھر مجھے پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا۔ پوچھا۔ آپ کو کس چیز کا حکم دیا گیا ہے — فرمایا تیری امت پانچ نمازیں بھی روزانہ نہیں پڑھ سکے گی۔ میں نے آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کیا ہے۔ اور بنی اسرائیل کو میں نے سخت آزمایا ہے۔ اپنے رب کے ہاں جائیے اور اپنی امت کے لئے تخفیف کی درخواست کیجئے۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے اپنے رب سے بہت سے سوال کئے۔ اب شرم آتی ہے۔ اب میں راضی ہو جاتا ہوں اور اپنا اور اُن کا معاملہ اللہ تعالےٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا۔ جب میں آگے گزرا تو ایک منادی نے آواز دی۔ میں نے اپنے مقرر کئے ہوئے حکم کو پورا کرلیا۔ اور اپنے بندوں سے تخفیف بھی کر دی۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

اس حدیث میں واقعۂ معراج کی تفصیل بیان ہوئی ہے۔ اور محققین علماء کا خیال یہ ہے کہ معراج جسمانی تھا۔ گو بعض اُسے رُوحانی سمجھتے ہیں —

صاحب تسہیل البیان لکھتے ہیں :-

" اللہ ہر نقص و عیب سے پاک ہے۔ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک سال ہجرت سے پہلے ایک رات جب حضور بیت اللہ کے پاس مقام حجر میں نیند اور بیداری کی حالت میں تھے براق پر سوار کر کے مسجد حرام سے بیت المقدس تک جس میں اللہ نے ظاہری اور باطنی برکات (سرسبزی اور شادابی اور انبیاء کا مسکن اور مدفن ہونا وغیرہ) رکھی ہیں۔ آپ کو اپنی قدرت کے کچھ نشان — مثلاً رات کے چند لمحوں میں اتنی طویل مسافت طے کر کے مکہ معظمہ سے بیت المقدس تک جانا اور انبیاء علیہم السلام سے ملنا اور ان کو نماز پڑھانا اور وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ تک جسد مبارک کے ساتھ معراج اور مکالمہ الٰہی سے مشرف ہونا وغیرہ بلاشبہ اسے ہر طرح کی قدرت ہے

ایک روایت میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ معراج کی واپسی میں قریش کے ایک تجارتی قافلہ سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ اور ان کے ساتھ کچھ واقعات پیش آئے۔ جب لوگوں نے جھٹلایا تو آپ نے فرمایا کہ اچھا تمہارا قافلہ کل پرسوں تک آ جائے گا۔ ان سے پوچھ لینا۔ چنانچہ وہ آیا اور اس نے تصدیق کی — ان ہی روایات کا ایک ٹکڑا یہ ہے کہ بعض کافر حضرت ابوبکرؓ کے پاس گئے اور کہا کہ آج محمدؐ کعبہ میں بیٹھے ہوئے لوگوں سے یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ رات کو وہ بیت المقدس گئے اور آئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا۔[*] "ہاں" حضرت ابوبکرؓ نے کہا۔ " تو میں آپ کو سچا جانتا ہوں اور اس پر ایمان لاتا ہوں۔"

— کفار نے کہا " تم کھلم کھلا ایسی خلافِ عقل بات کیونکر صحیح سمجھتے ہو" جواب دیا — "میں تو اس سے بھی زیادہ خلافِ عقل بات پر یقین رکھتا ہوں — میں تو یہ تسلیم کرتا ہوں کہ ہر روز آپ کی خدمت میں آسمان سے فرشتے اُترتے ہیں۔ اُسی دن سے حضرت ابوبکرؓ کا لقب صدّیق ہوگیا۔

معراج النبی کی اہمیت اس بات میں ہے کہ اسی تاریخ کو امتِ محمدیہ کو "نماز" کا تحفہ ملا ہے۔

شاہ ولی اللہؒ نے معراج کے مشاہدات میں سے ایک ایک کی تعبیر فرمائی ہے۔ اور آپ اس بات کے قائل ہیں کہ معراج بیداری میں اور جسم کے ساتھ ہوئی لیکن یہ عالم برزخ کی سیر تھی۔ جہاں حضورؐ کے جسم پر روحانی خواص طاری ہوگئے۔ اور معانی و واقعات مختلف اشکال و صور (شکلوں اور صورتوں) میں مشاہدہ کرائے گئے۔ سیّد سلیمان ندوی نے شاہ صاحب کو اس 'ملک' کا سیّاح قرار دے کر حجۃ البالغہ میں دی ہوئی معراج کی تشریح نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں :-

— ہم نے اربابِ حال اور محدثین کے یہ انکشافات و حقائق اور جسم و روح کے یہ گوناگوں احوال و مناظر خود ان ہی کی زبان سے بتائے اور دکھائے ہیں۔ ورنہ ہم خود اس باب میں سلف صالحین کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ جو ابن اسحاق کی عبارت میں حسب ذیل ہے :-

" حضور کے اس سفر شبانہ اور جو کچھ اس کے متعلق بیان کیا گیا ہے۔ اس میں آزمائش اور کافر۔ مومن کی تمیز ہے اور خدا کی قدرت اور سلطنت میں کوئی الٰہی شان ہے۔ اور اس میں اہلِ عقل کے لئے عبرت ہے۔ اور جو اللہ پر ایمان لایا اور تصدیق کی اور خدا کے کاموں پر یقین رکھا اس کے لئے اس میں ہدایت، رحمت اور ثابت قدمی ہے۔ پس اللہ تعالےٰ اپنے بندہ کو رات کے وقت لے گیا۔ جس طرح چاہا اور جیسے چاہا۔ تاکہ وہ اس کو اس کے پروردگار کی نشانیوں میں سے جو چاہے دکھائے۔ یہاں تک کہ آپؐ نے خدا کی شان اور اس کی عظیم الشان قوت کے مناظر دیکھے۔ جو کچھ دیکھے اور اس قدرت کو دیکھا جس سے وہ جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے۔

(سیرۃ النبی ص ۴۵۲ ج ۲)

---

[*] واقعی آپؐ فرما رہے ہیں لوگوں نے کہا" ہاں"

ایم عبد الرحمٰن صاحب (لودھیانوی)

تقویٰ

(اِنَّ التَّقْوٰی مِلَاکُ الْحَسَنَات)

ترجمہ۔ پرہیزگاری نیکیوں کی اصل ہے۔

اِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی

بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے۔

لفظ تقویٰ کی اصل وقایہ ہے جس کے معنی نہایت محفوظ رکھنا ہے۔ عرفِ شرع میں اُن چیزوں سے اپنے تئیں محفوظ رکھنا ہے۔ جو اُس کو آخرت میں نقصان دینے والی ہیں اور اس کے تین مرتبے ہیں۔

(۱) عذابِ دائمی سے محفوظ رکھنا۔ یعنی کفر و شرک کو عمل میں نہ لانا۔ پس اس لحاظ سے ہر مسلمان کو خواہ وہ کیسا ہی ہو۔ متقی کہہ سکتے ہیں۔ (۲) ہر گناہ سے بچنا۔ اور اس کے وبال سے محفوظ رکھنا۔ اکثر کے نزدیک کبائر سے جو پرہیز کریگا متقی شمار ہوگا۔ اور بعض کہتے ہیں جب تک انسان کبائر صغائر سے پرہیز نہ کرے گا شرع میں اس پر لفظ متقی نہ بولا جائیگا۔ (۳) سوائے خدا تعالےٰ کے اور کسی کا خیال بھی دل میں نہ آئے۔ جمیع خطرات اور خیالات سے آئینۂ دل کو صاف کرکے ہمہ تن جمالِ جہاں آراء میں محو اور مشغول ہو جائے۔ یہ تقویٰ حقیقی ہے۔ اس مرتبہ کے متقی صرف انبیاء علیہم السلام ہوتے ہیں۔

امام احمد اور ترمذی وغیرہما محدثین نے عطیہ سعدی سے روایت کیا ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ کو مرتبہ تقویٰ جب نصیب ہوتا ہے کہ جب اُن چیزوں کو بھی کہ جن میں خطرۂ شرعی ہے ترک کرے۔ اس خوف سے کہ حرام میں گرفتار نہ ہو جائے۔ اور ابن ابی الدنیا نے کتاب التقویٰ میں حضرت خواجہ حسن بصریؒ سے نقل کیا ہے کہ متقیوں کے ساتھ اُس وقت تک تقویٰ رہتا ہے کہ جب تک وہ حرام کے خوف سے بہت سی حلال چیزوں سے بھی دست کش رہتے ہیں۔ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں میمون بن مہران سے روایت کیا ہے۔ کہ کوئی شخص بغیر اس کے متقی نہیں ہو سکتا کہ ہر روز اپنے نفس سے ایسا سخت حساب نہ لے کہ جیسا شریک سے لیتے ہیں۔ کہ تیرا یہ کھانا کہاں سے ہے، اور یہ پینا کہاں سے، اور یہ لباس کہاں سے آیا حلال سے ہے یا حرام سے۔

تقویٰ میں سِرّ یہ ہے کہ جس طرح امراضِ جسمانی میں پرہیز نہایت نافع ہے اور بد پرہیزی کا اثر جسم پر فوراً ظاہر ہے۔ اسی طرح انسان کے اعمال، اقوال اور اعتقادات کا اثر اُس کی رُوح پر پہنچتا ہے۔ اور رُوحانی امراض کا بُرا اثر دُنیا میں کم اور مرنے کے بعد پُورا نمودار ہوتا ہے۔

اسلام کا ایک روشن اصول تقوےٰ بھی ہے کہ جس سے اس کو جمیع مذاہب پر شرف ہے۔ اس کے سوا رضا بالقضا اور شکر نعماء، پابندیٔ احکام اور ہمہ وقت یادِ الٰہی میں مصروف رہنا، کبائر و صغائر تو کیا مشتبہ چیزوں سے بھی پرہیز کرنا یہی اصول اسلام ہیں۔ الغرض زبان و دل اور ہاتھ پاؤں کو خدا تعالےٰ کی فرمانبرداری میں لانا اصول تقویٰ ہیں۔ اسلام نے ان کو طرح طرح سے تعلیم فرمایا ہے۔ جس کا اثر اسلامیوں پر یہ ہُوا کہ غیر محرم عورت کو دیکھنا، اور بے فائدہ مُنہ سے بات بولنا بھی دل کے سیاہ کرنے والی چیزوں میں شمار کیا گیا۔

چونکہ ہر مذہب میں تقویٰ کا دعوےٰ ہے۔ اور ہر شخص اپنے خیالات کی پیروی کو تقویٰ سمجھتا ہے۔ اور باعثِ نجات جانتا ہے۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے اس بات کو کھول دیا اور متقین کے اوصافِ اصلی بتا دیئے۔ (۱) غیب کی باتوں پر یقین لاتے ہیں (۲) نمازوں کو قائم رکھتے ہیں (۳) اور جو کچھ خُدا نے اُنھیں روزی دی ہے اُس میں سے خُدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں (۴) تمام آسمانی کتابوں پر یقین رکھتے ہیں (۵) اور قیامت کو برحق جانتے ہیں۔

جو بندے اپنے خدا سے ڈرتے ہیں اُن کو یہ کتاب راستہ بتلاتی ہے۔ کیونکہ جو اپنے خدا سے خائف ہوگا اُس کو امور مرضیہ اور غیر مرضیہ یعنی طاعت و معصیت کی ضرور تلاش ہوگی۔ اور جس نافرمان کے دل میں خوفِ خدا ہی نہیں اُس کو طاعت کی کیا فکر، اور معصیت سے کیا اندیشہ۔

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے اُبی بن کعبؓ سے دریافت کیا کہ تقویٰ کی حقیقت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اگر کانٹوں اور جھاڑیوں سے ایک بھرا جنگل ہو تو آپ اُس سے کیونکر گذرتے ہیں؟ فرمایا کہ ہم اپنے کپڑے اپنے جسم کے گرد اچھی طرح لپیٹ لیتے ہیں۔ تاکہ کوئی کانٹا ہمارے جسم اور لباس کو تکلیف نہ پہنچائے حضرت ابی بن کعبؓ نے فرمایا پس اسی احتیاط کا نام تقویٰ ہے۔ تقویٰ یہ ہے کہ تم دُنیا سے اس طرح گزر جاؤ۔ کہ گناہ، بدی، ظلم، جھوٹ، خیانت، فریب، عیاشی اور حرام کا کوئی کانٹا تمہاری زندگی کو نقصان نہ پہنچائے۔

مسلمان اپنی زندگی کے ہر ایک شعبہ میں اور ہر آن اور ہر لحظہ میں اس امر کو ملحوظ رکھے کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں خواہ اس کا تعلق قول سے ہو یا فعل سے، گفتار سے ہو یا کردار سے، میری یہ حرکت اللہ تعالےٰ کی مرضی کے خلاف تو نہیں ہے؟ اور اس سے اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل ہوگی یا نہیں؟ یا یہ کہ خدا اس سے ناراض تو نہ ہوگا؟ غرض یہ کہ انسان اپنی ہر نقل و حرکت پر یہ خیال رکھے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی مرضی کے خلاف کوئی قدم نہ اُٹھے۔ بس اسی کا نام تقویٰ ہے۔

جب کسی مومن کے دل میں یہ یقین مستحضر ہوگا کہ ہماری کوئی چھپی یا کھُلی حرکت حق تعالےٰ سے پوشیدہ نہیں تو اُس کا قلب خشیتِ الٰہی سے لرزنے لگے گا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ تمام معاملات میں عدل و انصاف کا راستہ اختیار کریگا اور احکام الٰہیہ کی تعمیل کے لئے غلامانہ تیار رہے گا۔ پھر اس نتیجہ پر ثمرہ وہ ملے گا کہ اُن کی کوتاہیوں کو اللہ تعالےٰ معاف فرما دے گا۔ جو بتقاضائے بشریت رہ جاتی ہیں۔ بلکہ عظیم الشان اجر و ثواب بھی مرحمت فرمائے گا۔

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

(بقیہ حلقۂ احباب صفحہ ۱۴ سے آگے)

دو نور ہیں جن کی روشنی میں انسانی زندگی کی کشتی ساحل مراد تک پہنچ سکتی ہے۔

محمد سعید۔ مولوی صاحب آئمۂ دین اور اولیاء کرام کے متعلق آپ کا کیا ارشاد ہے؟

مولوی عبد الرشید صاحب۔ ہم ائمہ دین اور اولیاء کرام کو دین مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلّم کے بہت بڑے مصلح اور رہنما تسلیم کرتے ہیں۔ ائمہ دین نے اپنے وقتوں میں قرآن و حدیث کے مسائل کی ٹوہ میں اپنی زندگیاں وقف کر رکھی تھیں۔ اور آج ہم ان کے جمع کردہ خرمنوں کی خوشہ چینی کر رہے ہیں۔ اور اسی طرح اولیاء کرام تمام زمانوں میں اصلاح و احیاءؔ کے کام میں رات دن منہمک رہتے ہیں۔ اور افراد اُمّت کو کھرے دین کی متابعت کی دعوت دیتے رہتے ہیں۔ ان لوگوں کے دل دنیاوی حرص و آز سے پاک ہوتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرکے اس کے دین کی خدمت کرتے ہیں اور بس۔

مسٹر سلیم۔ اولیاء کرام اب بھی موجود ہیں؟

مولوی عبد الرشید۔ ہاں۔ بفضل خدا تعالےٰ موجود ہیں۔ اور قیامت تک موجود رہینگے۔ ان لوگوں کی مساعیِ جمیلہ سے قرآنِ حکیم کی تعلیم ایک صدی سے دوسری میں منتقل ہوتی رہے گی۔ اور یاد رہے۔ موجودہ دور میں اور آئندہ دور میں اولیاؔ کرام اور علماء خیر کی صحبت میں رہ کر اپنی باطنی تربیت کرانا ازبسکہ ضروری ہے اگر علوم متداولہ دینیہ سے فراغت بھی حاصل ہوجائے۔ مگر وہ لوگ جو جامعیت کے حامل ہیں۔ اُن کی صحبت میں رہنا اور دین حقہ کے عملی نقشے کو دل میں جگہ دینا بڑا ضروری ہے۔

جاوید۔ مولوی صاحب! کیا آپ نے کسی ایسے شخص کو کبھی دیکھا ہے جو عالم دین بھی ہو اور روحانی طبیب بھی ہو؟

مولوی عبد الرشید۔ بہتر یہ ہے کہ میں اس سوال کا جواب کسی اور وقت عرض کروں۔ کیونکہ اب نماز ظہر کا وقت ہوگیا ہے۔ اور تمام لوگوں کو ابھی وضو وغیرہ کرنا ہے۔

حاضرین۔ جزاک اللہ مولوی صاحب۔ ہم تو آج کے بعد کسی مولوی کا اختلافی وعظ نہیں سُنیں گے۔ ابتک من گھڑت قصّے کہانیاں سُنتے رہے ہیں۔ اب قرآن عزیز اور احادیث نبویؐ سُنا کریں گے۔ خدا کو خُدا اور رسُولِ خُدا کو اللہ تعالےٰ کا آخری رسولؐ اور محبوب بندہ سمجھ کر حسب توفیق خدا تعالےٰ کی عبادت کرتے رہیں گے۔

مولوی عبد الرشید۔ ہم سب کا فرض ہے کہ محمد مصطفٰے صلّی اللہ علیہ وسلّم پر درود و سلام بھیجتے رہیں۔ جن کی بدولت ہم کو یہ نعمتِ کردگار حاصل ہوئی ہے۔ حقیقت ہے۔ ہم تو ربِّ مصطفٰےؐ کی عبادت کرتے ہیں۔ اور رسولِ ہاشمی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی غلامی کا دم بھرتے رہیں۔ اور یہی عمل خدا تعالےٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

کی محمدؐ سے وفا تُونے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

مدرسہ مطلع العلوم کوئٹہ

یہ مدرسہ سرزمین بلوچستان کا واحد قدیمی اسلامی ادارہ ہے۔ اور عرصہ سترہ سال سے علوم اسلامی کی نشر و اشاعت اور تبلیغ دین میں مصروف ہے۔ قرآن و حدیث، فقہ، اصول، ادب معانی، صرف و نحو بقدر ضرورت منطق و فلسفہ الغرض جملہ علوم متداولہ مدرسہ ہذا میں پڑھائے جاتے ہیں۔ پاک و ہند کے مشہور مدارس اسلامیہ کے فارغ التحصیل قابل اساتذہ درس و تدریس کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اور کافی تعداد طلبہ کی مدرسہ کی انتظامی امور میں لگی ہوئی ہے۔ مقامی طلبہ کے علاوہ ملک کے دوسرے حصوں سے بھی آئے ہوئے بہت سے طلبہ اپنی علمی پیاس بجھا رہے ہیں۔ جن کی ساری ضروریات زندگی، کتب خواندگی وغیرہ مدرسہ کے ذمہ ہیں۔ چنانچہ ہزاروں روپے تک سالانہ خرچ ہو رہے ہیں۔ مدرسہ کا کوئی مستقل ذریعہ آمدنی نہیں ہے۔ بلکہ اصل سرمایہ اللہ تعالےٰ پر توکل ہے۔ اہلِ خیر حضرات کی توجہ اور امداد وغیرہ کے ذریعہ سے مدرسہ کے اخراجات پورے کئے جاتے ہیں۔ لہذا جملہ اہل خیر اور دین کے درد رکھنے والے حضرات سے استدعا ہے۔ کہ زکوٰۃ و دیگر عطیات کے دیتے وقت ایک حصّہ بلوچستان میں علوم اسلامی کے مرکز مدرسہ مطلع العلوم کے لئے مخصوص فرما کر ثواب دارین حاصل فرمائیں اور مدرسہ کی بقاو ترقی کا ذریعہ بنیں۔

عرض محمد غفرلہٗ
مہتمم مدرسہ مطلع العلوم بروری روڈ کوئٹہ بلوچستان

(بقیہ۔ تقوٰی صفحہ ۱۷ سے آگے)

تمہاری کوئی ظاہری و باطنی بات اُس سے مخفی نہیں۔ اس لئے نیّتِ قلبی اور قولِ لسانی دونوں میں احتیاط لازم ہے۔

(۱) یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○

پارہ ۴ رکوع ۲

ترجمہ۔ اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو۔ جیسا اس سے ڈرنا چاہیئے۔ اور نہ مرو مگر ایسے حال میں کہ تم مسلمان ہو۔

ہر مسلمان کے دل میں پورا ڈر خُدا کا ہونا چاہیئے۔ تاکہ پرہیزگاری کی راہ سے نہ ہٹے اور ہمیشہ اس سے استقامت کا طالب رہے۔ شیاطین چاہتے ہیں کہ تمہارا قدم اسلام کے راستہ سے ڈگمگا دیں۔ تمہیں چاہیئے کہ انہیں مایوس کر دو۔ اور مرتے دم تک کوئی حرکت مسلمانی کے خلاف نہ کرو۔ تمہارا جینا اور مرنا خالص اسلام پر ہونا چاہیئے۔

تمام عمدہ اخلاق کی جڑ خدا کا خوف ہے۔ اور اگر خدا سے ڈر کر نیکی سے تعاون اور بدی سے عدم تعاون نہ کیا گیا تو عام عذاب کا اندیشہ ہے۔ جن کے دل میں خدا کا ڈر نہ ہو اور جنہیں شیطان کی برادری کہنا چاہیئے ان کا حال یہ ہے کہ شیاطین ہمیشہ انہیں گمراہی میں کھینچے چلے جاتے ہیں۔ بہرحال متقی کی پہچان یہ ہے۔ کہ جب شیطان دق کرے فوراً خدا سے پناہ مانگے دیر نہ کرے ورنہ غفلت میں پھنس کر رجوع الی اللہ کی بھی توفیق نہیں رہے گی۔

اللہ سے ڈر کر درست اور سیدھی بات کہنے والے کو بہترین اور مقبول اعمال کی توفیق ملتی ہے اور تقصیرات معاف کی جاتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ متقین کو اُن کے ازلی فوز و سعادت کی بدولت کامیابی کے اُس بلند مقام پر پہنچائے گا جہاں ہر قسم کی بُرائیوں سے محفوظ اور ہر طرح کے فکر و غم سے آزاد ہوں۔

حاجی کمال الدین صاحب

فیاضی

عزیز بچو! آج کی فرصت میں آپ ایسے حضرات کا ذکر پڑھیں گے کہ جو محض خدا کی رضا اور خوشنودی کے لئے اپنے دوسرے غریب مسلمانوں کے ساتھ سلوک کرنے میں کس قدر دل و جان کے ساتھ تیار رہتے تھے۔ اپنے غریب مسلمانوں میں خواہ وہ مرد ہو یا عورت اگر آپ کو بھی یہ پتہ لگ جائے کہ واقعی وہ غریب اور قابلِ امداد ہے تو آپ ہر ممکن طریقے سے اُس کی امداد کرنے میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھیں۔ خُدا تعالےٰ جلّ شانہٗ آپ کو اس کا بے حد اجر و ثواب عنایت فرمائے گا۔ یہاں زندگی میں تھوڑا سا بھی اپنے ہاتھ سے دیا ہُوا مرنے کے بعد اُس کا پہاڑوں کے برابر ثواب عنایت فرمایا جائے گا۔ ان مثالوں سے آپ نصیحت حاصل کریں۔ اور پھر حتّی المقدوٗ ان پر عمل کرنے کی بھی کوشش کریں۔

بصرہ کے چند قاری حضرت عبداللّٰہ بن عباسؓ کی خدمت میں حاضر ہُوئے۔ اور عرض کیا کہ ہمارا ایک پڑوسی ہے۔ جو بہت کثرت سے روزے رکھنے والا ہے۔ بہت زیادہ تہجّد پڑھنے والا ہے۔ اس کی عبادت کو دیکھ کر ہم میں سے ہر شخص رشک کرتا ہے۔ اور اس کی تمنّا کرتا ہے۔ کہ اس کی سی عبادت ہم بھی کیا کریں۔ اُس نے اپنی لڑکی کا نکاح اپنے بھتیجے سے کر دیا ہے۔ لیکن غریب کے پاس جہیز کے لئے کوئی چیز نہیں ہے۔ حضرت ابن عباسؓ ان حضرات کو لے کر اپنے گھر تشریف لے گئے۔ اور ایک صندوق کھولا۔ جس میں چھ توڑے (روپیہ یا اشرفی کی تھیلی توڑا کہلاتی ہے) نکالے اور ان حضرات کے حوالے کر دیئے۔ کہ اس کو دے دیں۔ یہ لے کر چلنے لگے۔ تو حضرت عبداللّٰہؓ نے اُن سے فرمایا۔ کہ ہم لوگوں نے اس کے ساتھ انصاف کا برتاؤ نہیں کیا۔ یہ مال اگر اس کے حوالے کر دیا جائے گا۔ تو اُس غریب کو بڑی دقّت ہو گی۔ وہ اس جہیز کے انتظام کے جھگڑے میں لگ جائے گا۔ جس سے اُس کی مشغولی بڑھ جائے گی۔ اور اُس کی عبادت میں حرج پیدا ہو جائے گا۔ اس دُنیا کم بخت کا ایسا درجہ نہیں کہ اس کی وجہ سے ایک عبادت گزار مومن کا حرج کیا جائے۔ ہماری اس میں کیا شان گھٹ جائے گی کہ اُس دیندار کی خدمت ہم ہی کر دیں۔ اور اس مال سے جہیز کا سارا انتظام ہم سب مل کر کر دیں۔ اور سامان تیار کر کے اس کے حوالے کر دیں۔ وہ سب حضرات راضی ہو گئے۔ اور اُس رقم سے تمام سامان مکمل کر کے اس کے حوالے کر دیا۔ (احیاء)

حضرت ابوعمرو دمشقیؒ فرماتے ہیں کہ ہم چند آدمی حضرت ابو عبداللّٰہ بن جلاؒ کے ساتھ مکّہ مکرمہ جا رہے تھے۔ کئی دن ایسے گزر گئے کہ کھانے کو کوئی چیز میسّر نہ ہُوئی۔ جنگل میں ایک عورت ملی جس کے پاس ایک بکری تھی۔ ہم نے خیال کیا کہ اس عورت سے یہ بکری خرید کر پکا لینگے۔ چنانچہ ہم نے اس عورت سے پوچھا کہ اس بکری کی کیا قیمت ہے۔ اُس نے کہا۔ پچاس درم قیمت ہے۔ ہم نے کہا۔ ہم پر احسان کر۔ کچھ کم کر دے۔ اُس نے کہا پانچ درم قیمت ہے۔ ہم نے کہا کہ مذاق نہ کر صحیح صحیح قیمت بتا دے۔ ابھی پچاس درم کہتی تھی۔ اور اب صرف پانچ ہی درم مانگ رہی ہے۔ یہ مذاق نہیں اور کیا ہے۔ اُس عورت نے کہا۔ واللّٰہ مذاق نہیں کرتی۔ تم نے کہا۔ احسان کر۔ کاش مجھے اس پر قدرت ہوتی کہ میں اس کی کچھ بھی قیمت نہ لیتی۔ لیکن کیا کروں میں بھی مجبور ہوں۔ اس لئے پانچ بھی بوجہ مجبوری کہہ دیئے۔ حضرت ابن جلاء نے [illegible] ساتھیوں سے پوچھا کہ تم سب کے پاس کتنے درم ہیں۔ سب کا مجموعہ چھ سو درم ہوئے۔ ابنِ جلاء نے فرمایا کہ یہ سب اس عورت کو دے دو اور بکری بھی اسی کے پاس رہنے دو۔ ہم نے سب درم اس کو دے دیئے۔ اور ہمارا سفر اللّٰہ کے فضل سے ایسی راحت سے گزرا۔ کہ حد نہیں۔ سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ (مسامرات)

ایڈیٹر
عبدالمنان
چوہان

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے
ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جات تعلیم و جیل
(مغربی پاکستان)

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا